ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بنیاد گذار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ
۱۱ اکتوبر ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا۔ اَوْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ جَمِیْعًا کُتِبَ فِی الذَّاکِرِیْنَ وَالذَّاکِرَاتِ" (رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ و حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک آدمی نے رات کو تہجد کے وقت اپنی بیوی کو جگایا۔ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ یا یہ فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھیں تو یہ دونوں (یعنی) مرد ذاکرین میں اور عورت کو ذاکرات میں لکھ دیا جاتا ہے۔ ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْیَرْقُدْ حَتّٰی یَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهٗ یَذْهَبُ یَسْتَغْفِرُ وَ فَیَسُبَّ نَفْسَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کو نماز میں اونگھ آجایا کرے تو وہ (نماز چھوڑ کر) اتنا سو لیا کرے کہ نیند جاتی رہے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی اونگھتا ہوا نماز پڑھیگا تو کیا عجب ہے کہ چاہے تو استغفار کرنا اور منہ سے برا بھلا نکلے۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی لِسَانِهٖ فَلَمْ یَدْرِ مَا یَقُوْلُ فَلْیَضْطَجِعْ۔" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم میں سے کوئی تہجد پڑھنے کو کھڑا ہو (اور نیند کی وجہ سے) قرآن کریم اس کی زبان سے ادا ہونا مشکل ہو اور اسے یہ خبر نہ ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ۔ اَوْ عَلَی النَّاسِ — لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ کُلِّ صَلٰوةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا اندیشہ اور خوف نہ ہوتا یا لوگوں پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ یَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاکِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ ملتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کُنَّا نُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِوَاکَهٗ وَطَهُوْرَهٗ فَیَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ اَنْ یَبْعَثَهٗ مِنَ اللَّیْلِ فَیَتَسَوَّکُ وَیَتَوَضَّأُ وَیُصَلِّیْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرکے رکھتے۔ سو اللہ تعالیٰ آپ کو بیدار فرماتا جب بھی رات میں بیدار کرتا آپ (اٹھ کر) مسواک کرتے اور وضو فرماتے پھر نماز پڑھتے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَکْثَرْتُ عَلَیْکُمْ فِی السِّوَاکِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے مسواک کے بارے میں تم کو بہت تاکید کر دی ہے (بخاری)

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیءٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یَبْدَاُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَیْتَهٗ قَالَتْ: بِالسِّوَاکِ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت شریح بن ہانی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در دولت میں تشریف لاتے اول کام کیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ اول مسواک کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السِّوَاکِ عَلٰی لِسَانِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسواک کا کنارہ آپ کی زبان مبارک پر تھا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ"، رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَةٍ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسواک منہ کے لئے آلۂ پاکیزگی ہے اور پروردگار کی رضامندی کا سامان ہے۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں اسناد صحیحہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۴۳

بھارت کو انتباہ

وزیر خارجہ پاکستان میاں ارشد حسین نے جنرل اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اور اہم بین الاقوامی مسائل کے بارے میں پاکستان کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے بھارت اور اقوام متحدہ کو خبردار کیا ہے کہ اگر کشمیر پر جارحانہ اور سامراجی قبضہ ختم نہ کیا گیا تو کشمیری عوام علم بغاوت بلند کر دیں گے اور اس سے برصغیر پاک و ہند کا امن تباہ ہو جائے گا ــــ انہوں نے برملا طور پر کہا کہ کشمیر کے عوام حق خود ارادیت حاصل کرنے کا مصمم ارادہ اور فیصلہ کر چکے ہیں اور وہ کسی وقت بھی اپنے پیدائشی حق کے حصول کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

کون نہیں جانتا کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر کے عوام کو فریب اور جابرانہ طاقت کے ذریعہ اپنا غلام بنایا تھا اور اس کی پوری پوری تصدیق عالمی ادارہ کو ہو چکی ہے لیکن بھارت کی ہٹ دھرمی اور اقوام متحدہ کی خود غرضیوں اور وعدہ فراموشیوں کے باعث اس تنازعہ کا کوئی مؤثر حل نہیں ہو رہا۔ اور اس طرح بیس سال سے بھارتی جبر و استبداد کی تلوار نہتے اور مظلوم کشمیریوں کے سروں پر لٹک رہی ہے۔ تاہم ہمیں یقین کامل ہے کہ ریاستی عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ آپ کرنے کے حق سے ہرگز دستبردار نہیں ہوں گے۔

چنانچہ حالات و واقعات شاہد ہیں کہ وہ اپنی غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے لئے بڑی جرأت و پامردی اور ہمت سے جد و جہد کر رہے ہیں۔ آزادی کی راہ میں وہ سروں پر کفن باندھ کر میدان میں کودے ہیں، انہوں نے بے اندازہ قربانیاں دی ہیں۔ اور بھارت کے بہیمانہ اور سفاکانہ مظالم کا بڑی ثابت قدمی دلیری اور جرأت سے مقابلہ کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کشمیری حریت پسندوں کی سرفروشانہ کوششیں انشاء اللہ العزیز آخر کار رنگ لائیں گی اور بھارت کا غاصبانہ قبضہ ہر حال میں ختم ہو کر رہے گا۔

کشمیر سے آنے والی خبریں صاف طور پر واضح کر رہی ہیں کہ بھارت کی بہیمانہ فطرت اور درندہ خوئی میں سرِ مُو فرق نہیں آیا بلکہ ظلم و تشدد کی اس پرانی اور طویل داستان کی اذیت ناکی اور دردناکی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور کشمیری مسلمانوں کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عرصۂ ہستی سے ہی ختم کیا جا رہا ہے ــــ ظاہر ہے کہ اس اہم اور بنیادی مسئلہ کی طرف توجہ دینا اقوام متحدہ کا اوّلین فرضِ منصبی ہے اور پاکستان بار بار اس طرف عالمی ادارہ کو متوجہ بھی کر چکا ہے لیکن امن عالم کے ٹھیکیداروں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ بڑی طاقتوں نے اپنے ضمیر کو اپنی مصلحتوں کی تھپکیاں دے کر سلا دیا ہے اور حق و انصاف کے تمام تقاضے ان کے دلوں سے محو ہو چکے ہیں ــــ بدیہی امر ہے کہ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر کشمیر کا مسئلہ روز بروز زیادہ سنگین شکل اختیار کرتا جا رہا ہے اور اگر اسے بدستور لاینحل چھوڑ دیا گیا تو اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے۔ ہم اس مرحلہ پر اپنے وزیر خارجہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اقوام متحدہ کے اخلاقی دباؤ سے بے نیاز ہو کر طاقت کی زبان استعمال کریں اور اسی زبان میں گفتگو کریں جسے سننے کا بھارت عادی ہے ــــ انہیں عالمی ادارہ کے توسط سے واشگاف الفاظ میں یہ دو ٹوک اعلان کرنا چاہئے کہ بھارتی جاشوں کو اپنے ظلم و تشدد کا پشتارہ اٹھا کر کشمیر کی حسین و جنّت سواد وادیوں سے فوراً رخصت ہو جانا چاہئے۔ ورنہ وہ دن دُور نہیں کہ جب حریت پسندوں کے ہاتھ بھارتی "لالوں" کی گردن میں حائل ہوں گے اور پاکستان کے چاک و چوبند اور جیالے سرفروش اپنے کشمیری بھائیوں کے دوش بدوش بھارتی سامراج کے سرِ غرور کو اپنی ٹھوکروں سے پامال کر رہے ہوں گے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی کی گرفتاری اور رہائی

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کو چند دن ہوئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہزارہ کے ایک حکم سے ڈیفنس آف پاکستان آرڈیننس کے تحت گرفتار کر لیا گیا تھا جس کے خلاف ملک گیر احتجاج ہوا اور پیشتر اس سے کہ ملک کی فضا مخدوش ہوتی انہیں ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے ــــ ہم اس سلسلے میں حکومت مغربی پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں۔

(باقی ص۵ پر)



۱۱ ر رجب المرجب ۱۳۸۸ ھ مطابق ۴ ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

صاحبِ ایمان بندے

عالمِ برزخ میں مطمئن ہوں گے اور ان کے ہوش و حواس سالم رہیں گے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّابعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :-
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم -

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ (پ۱۳-س ابراہیم)

ترجمہ: ایمان والوں کو اللہ اس پکی بات (یعنی کلمہ طیّبہ) سے دنیا و آخرت میں مضبوط رکھتا ہے۔

بزرگانِ محترم! حق تعالٰے سبحانہٗ نے اس آیت کریمہ میں ایمان والوں کے لئے کلمہ طیّبہ کی برکت سے دنیا و آخرت میں ثابت قدمی اور مضبوطی کی بشارت دی ہے۔ دنیا میں تو ظاہر ہے ایمان پر قائم رہنا اور اوامر و نواہی کو بجا لانا ہی ثابت قدمی کے لئے کم دلیل نہیں لیکن آخرت میں تو ایمان سلب ہی نہیں ہو سکتا اور نہ وہ دارالعمل ہے وہاں ثابت قدمی اور مضبوطی کیا ہو گی؟

یاد رکھیئے! وہاں مضبوطی اور ثابت قدمی یہ ہے کہ ایمان والے عالمِ برزخ میں مطمئن ہوں گے، ان کے ہوش و حواس سالم رہیں گے۔ حتیٰ کہ ان کو نماز کا دھیان ہوگا اور فرشتوں کے سوال کا جواب دینے میں بے خوف ہوں گے اور جب اپنا اچھا حال دیکھ لیں گے تو گھر والوں کو خوشخبری دینے کے لئے فرشتوں سے کہیں گے کہ میں ابھی نہیں سوتا گھر والوں کو خبر کرنے جاتا ہوں۔ اور انتہائی خوشی میں اپنا نہایت اچھا انجام دیکھ کر فوراً ہی قیامت قائم ہونے کا سوال کریں گے تاکہ جلد سے جلد جنت میں پہنچیں واضح ہے کہ یہ تمام باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مومن کے قبر میں ہوش و حواس سالم رہیں گے، وہ وہاں ثابت قدم رہے گا اور اسے سوال و جواب میں کوئی دقت محسوس نہیں ہو گی۔ اللہ تعالٰے ہم سب کو ایمان پر قائم رکھے، ایمان پر مارے، ایمان کے ساتھ اٹھائے اور ان تمام نعمتوں سے بہرہ ور کرے جو ایمان والوں کو نصیب ہوں گی۔ آمین یا اللہ العالمین!

اب اس سلسلے میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ شواہد مُشتے از خروارے کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں:-

پہلی شہادت

مومن کا قبر میں بے خوف اور مطمئن ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مُردہ اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور با اطمینان بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ (تو دنیا میں) کس دین پر تھا؟ وہ جواب دیتا دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا — پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟ (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ کے پاس سے کھلے کھلے معجزے لے کر آئے سو ہم نے اُن کی تصدیق کی — پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ (دنیا میں) کوئی آدمی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا (پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟) پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعہ) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ تجھے اللہ نے کس مصیبت سے بچایا۔ پھر اس کے سامنے جنّت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ جنت کی رونق اور جنت کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانہ ہے تو یقین ہی پر زندہ رہا اور یقین پر ہی تجھے موت آئی اور یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے) اٹھے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

پھر فرمایا کہ نافرمان آدمی خوفزدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے۔ اس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ

نہیں، پھر اس سے (حضور نبی کریم) صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ اس کے بارے میں میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا — پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ اس کی رونق اور اس کے اندر کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے — پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ (تو نے خدا کی نافرمانی کی)، خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی۔ اور انشاء اللہ قیامت کو بھی تو اسی شک پر اٹھے گا۔ (مشکوٰۃ ابن ماجہ)

حاصل یہ نکلا کہ مومن جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا قبر میں مطمئن اور بے خوف ہوگا۔ اور جنت اس کے سامنے پیش کی جائے گی۔ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں شک کرنے والا قبر میں گھبرایا ہوا اور خوف زدہ ہوگا اور اسے اس کا ٹھکانہ (جہنم) دکھا دیا جائیگا۔

دوسری شہادت

قبر میں مومن کے ہوش و حواس قائم ہونگے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرؓ! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ لوگ تم کو قبر میں رکھ کر اور مٹی ڈال کر چلے آئیں گے۔ پھر تمہارے پاس قبر کے امتحان لینے والے آئیں گے۔ جن کی آواز سخت گرج کی طرح ہوگی اور جن کی آنکھیں نظر اچک لینے والی بجلی کی طرح ہوں گی۔ سو وہ تم کو ہلا ڈالیں گے اور تم سے حاکمانہ گفتگو کریں گے۔ بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس وقت ہماری عقل ہمارے ساتھ ہوگی؟" آپ نے ارشاد فرمایا "ہاں — اسی طرح تمہاری عقلیں تمہارے پاس ہوں گی جیسی آج ہیں"۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ "بس تو میں نبٹ لوں گا"۔ (طبرانی)

حاصل یہی نکلا کہ مومنوں کے ہوش و حواس قبر میں بالکل درست ہوں گے اور ان کی عقلیں بالکل اسی طرح کام کریں گی جس طرح اس دنیا میں کام کرتی ہیں۔ نیز اس حدیث مبارکہ سے شان فاروقی اور خلیفۂ ثانیؓ کی جرأت ایمانی، خود اعتمادی اور اللہ رب العزت کی ذات پر بھروسہ کا اظہار ہوتا ہے۔

تیسری شہادت

قبر میں نماز کی لگن اور دھیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج چھپ رہا ہو۔ سو جب اس کی روح لوٹائی جاتی ہے تو آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کر بیٹھتا ہے اور (فرشتوں سے) کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو، میں نماز پڑھتا ہوں۔ (ابن ماجہ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ لکھتے ہیں "گویا وہ اس وقت اپنے آپ کو دنیا ہی میں تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سوال و جواب کو رہنے دو مجھے فرض ادا کرنے دو۔ وقت ختم ہوا جا رہا ہے میری نماز جاتی رہے گی"۔ پھر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بات وہی کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند تھا اور اس کو ہر وقت نماز کا خیال لگا رہتا تھا۔

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے صاحب ایمان بندوں کو اپنے پاک نام اور کلمہ طیبہ کی برکت سے ہر حال میں ثابت قدم رکھے گا اور ان پر قبر اور حشر کی مشکل آسان فرما دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے کلمہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: مولانا غلام غوث ہزاروی

کہ وہ ضلعی سربراہوں کو سختی سے متنبہ کرے کہ وہ علماء کرام کے بارے میں دانشمندی کا ثبوت دیں اور بلا وجہ ان پر پابندیاں عائد کرکے اور ان پہ مقدمات قائم کرکے ملک کی فضا کو مخدوش نہ کریں۔ عوام کے اندر ایسے واقعات سے بد دلی پھیلتی ہے اور یہ سب کچھ محض چند بد اندیش حکام اور ان کے ذرائع کی بدولت ہوتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت اس صورت حال کا فوری تدارک کرے گی، اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح ہونے سے بچائے گی۔

سانحۂ ارتحال

حکیم سید حسین احمد عباسی خلف الرشید بابائے طب حکیم زید احمد عباسی مرحوم چند دن ہوئے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

حکیم صاحب طبی مہارت میں اپنے والد گرامی کے جانشین اور برصغیر پاک و ہند کے چند نامی گرامی اطباء میں ایک تھے اور سچ تو یہ ہے کہ آپ کے وجود گرامی کے اٹھ جانے سے طبِ یونانی یتیم ہو گئی ہے۔ راقم الحروف نے اپنی زندگی میں اُن سے بہتر طبیب نہیں دیکھا۔ نہایت ملنسار، ہنس مکھ، ذکی، معاملہ فہم اور محبوب شخصیت کے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

مجلسِ ذکر

۱۰ر رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۳ر اکتوبر ۱۹۶۸ء

روح اور جسم

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم
مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ (پ ۹ س الاعراف رکوع ۲۴۔ آیت ۱۹۹)

ترجمہ: درگذر کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے الگ رہ۔

صحبتِ صالحین کی تاکید

جس طرح گذشتہ کسی مجلس میں وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ (پ ۱۵ س کہف آیت ۲۸) والی آیت آئی تھی کہ انہی لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھی جائے جو صبح و شام اللہ کی یاد کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (پ ۴ س آل عمران رکوع ۲۰ آیت ۱۹۱) جو کھڑے، لیٹے، بیٹھے اُٹھتے ہر طرح اللہ کی یاد میں محو ہیں۔ اسی طرح آج تلاوت کردہ آیت کا مضمون پیشِ نظر ہے جس کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ عفو و درگذر سے کام لیجئے اور لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائیے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے، نااہلوں سے علیحدگی اختیار کیجئے، اُن سے تعلق رکھنے کی بجائے بے تعلق ہی رہیئے۔

حکمتِ خداوندی

اللہ تعالےٰ کی قدرت دیکھئے انسان کو اس عالم ناسوت میں عالم اصغر قرار دیا گیا۔ یعنی زمین ہے، آسمان ہے، چاند سورج ستارے ہیں، یہ مٹی ہے، آگ ہے، پانی ہے، ہوا ہے، عناصر اربعہ، اسی سے کائنات کا جسم اور انسان کی تخلیق کا کام اللہ تعالیٰ نے لیا اور یہی اس کارخانۂ قدرت کی وسعت کا، پھیلاؤ کا، تخلیق کا، دن بدن ترقی کا اور ترفع کا ذریعہ بن رہا ہے۔ آگ کی ضرورت ہے تو آگ مہیا ہے، پانی کی ضرورت ہے تو پانی ہے، پانی اور آگ دونوں کو اکٹھا کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کو جو نقصان نہ پہنچا سکیں اور فائدہ پہنچائیں۔ مثلاً کسی کو بھوک لگی ہے، جانور تو کچا کھا لیں گے اور چنے بھی اگر گھوڑے کھا لیں گے تو کچھ نہیں ہوگا۔ آگ پر دال پکا کر گھوڑوں کو کھلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اگر پانی آگ پر ڈالیں، زیادہ پانی ہے تو آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اور اگر آگ زیادہ ہوگی تو پانی کو بھاپ بنا کے اڑا دے گی۔ اب اللہ نے انسان کو عقل دی۔ جانوروں کو نہ ضرورت نہ عقل۔ وہ نہ کھائیں پکا ہوا تو کچھ بھی نہیں ان کا بگڑتا۔ آپ کے معدے کمزور ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ بہترین خلقت کے طور پر، نہایت نظیف اور لطیف مزاج عطا فرمایا۔ اور عقل کی بھی اللہ نے دولت عطا فرما دی۔ انسان کو عقل اور علم کی وجہ سے ساری کائنات پر فوقیت ہے۔ اب کھانا پکانے کے لئے آگ کی ضرورت، پانی کی ضرورت، دونوں کو ملائیں تو ایک دوسرے کو بھسم کر دیں۔ اب اللہ نے عقل دی تو بیچ میں سلور کا، مٹی کا، لوہے کا، تانبے کا، پیتل کا یا کسی اور دھات کا بنا ہوا برتن دے دیا۔ آج کل تو سٹین لیس سٹیل (STAINLESS STEEL) کے برتن آ رہے ہیں۔ جن کو زنگ وغیرہ بھی نہیں لگتا اور لوہا بھی ہے لیکن بجائے مضر ہونے کے مفید پڑ رہا ہے تو اب اندازہ لگائیے کہ انسان ہنڈیا بنا لیتا ہے پھر اس میں چاول ڈال لیتا ہے یا دال ڈال لیتا ہے یا دال اور چاول دونوں ڈال لیتا ہے کھچڑی بنانے کے لئے۔ نیچے آگ ہے۔ آگ کے درمیان اگر یہ دھات کی یا مٹی کی کوئی چیز حائل نہ ہوتی (ہنڈیا وغیرہ) تو ظاہر ہے کہ پانی اور آگ مل جاتے۔ آگ زیادہ ہوتی تو پانی کا بیڑا غرق ہو جاتا۔ پانی زیادہ ہوتا تو آگ کا ستیاناس کر ڈالتا۔

عنایاتِ الٰہیہ

ایسے ہی ہوا کے بغیر یہ کارخانہ قدرت قائم نہیں رہ سکتا۔ ایک سانس لینے کے لئے اربوں ٹنوں ہوا چاہیے اور اللہ نے اتنی بیش قیمت چیز کس طرح ارزاں اور بے قیمت آپ کو عطا فرما دی ہے۔ ایک انمول چیز کس طرح بافراط مہیا کر دی۔ اگر خدانخواستہ اس پر بھی دولت لگی ہوتی، سرمایہ خرچ ہوتا اور انسانوں کو اس پر دسترس ہوتی اور اپنے ہاں اس کے خزانے بھر رکھتے تو پھر پتہ نہیں کون جیتا اور کون مرتا شاید جینے کا تو سوال ہی ختم ہوتا پھر تو لوگ کہتے کہ دام لاؤ اور ہوا لو۔ پانی، ہوا ان کی بکثرت ضرورت تھی۔ اللہ نے انمول اس خزانے کو عام کر دیا۔ ہر کہ و مہ کے لئے، ہر نیک و بد کے لئے، ہر پیر و جوان کے لئے، ہر آنے اور جانے والے کے لئے۔ اب دیکھئے نا! بعض ایسے ہیں سیارے جن میں زندگی کے آثار نہیں پاتے جاتے، کیوں؟ کہ ہوا نہیں ہے۔ اب یہاں سے انسان جائیں گے تو اپنے لئے ہوا لے کے جائیں گے، نہیں لے کے جائیں گے تو خاتمہ بالخیر۔

انسان اور حیوان کا فرق

بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ عقل اللہ نے انسان کو عطا فرمائی۔

تو بیچ میں دیگ ہے، دیگچہ ہے، پانی اس میں آپ نے ڈال رکھا ہے آگ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، آگ اُسے پکا رہی ہے اور کھول رہا ہے اور آگ سے پک کر آپ کی ضرورت کے مطابق تیار ہو رہا ہے۔ وہی گاجریں بکریاں کھا جاتی ہیں، گائیں بھینسیں کھا جاتی ہیں۔ وہی شلجم وہ کھا جائیں تو کچھ بھی نہیں، آپ کا معدہ اللہ نے اتنا سخت نہیں بنایا نظیف اور لطیف بنایا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پکا کر غذا کھانے کی صلاحیت بخشی، پکانے کے لئے عقل دی اور ساتھ ہی یہ دھاتیں پیدا کیں۔ لوہا آپ مٹی سے نکالتے ہیں، تانبا، پیتل نکالتے ہیں، پھر انہیں کندن بناتے ہیں، صاف کر کے مٹی الگ اور دھات الگ کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد کوٹتے ہیں، مانجتے ہیں، خدا معلوم کتنے مرحلوں سے گذارتے ہیں اور اس سے پھر ہنڈیا بنتی ہے۔ پھر اس میں اناج ڈالتے ہیں۔

تجرباتِ انسانی

اناج بھی تو یونہی حاصل نہیں ہو جاتا۔ پہلے زمین ہموار کرتے ہیں۔ پھر موسم دریافت کرتے ہیں۔ گیہوں کس موسم میں اُگتا ہے؟ چنا کس موسم میں اُگتا ہے؟ چاول کس موسم میں اُگتا ہے؟ روئی، کپاس کس موسم میں اُگتی؟ یہ تو عقلِ انسانی، تدبیر اور تدبّر، تجرباتِ انسانی نے آپ کو آج یہاں تک پہنچا دیا ہے۔ کہ ہر چیز کا آپ کو پتہ ہے کہ اتنا پانی چاہئے، یہ موسم چاہئے، اس موسم میں یہ چیز ہو گی، فلاں مٹی فلاں بیج کو قبول کرتی ہے اور فلاں کو نہیں کرتی اور اگر نہ قبول کرے تو پھر اس میں مصنوعی طور پر یہ کھاد ڈالی جائے وہ کھاد ڈالی جائے۔ یہ ہزاروں، لاکھوں، اربوں سالوں کے بعد انسان اس حد تک پہنچا ہے

خدا کی نعمتوں کا تو انسان کس کس شکر بجا لائیے! چیز پر خدا کا شکر ادا کر سکتا ہے؟ اپنی عقل کا، اپنی فہم کا، خود انسان ہونے کا۔ سب سے پہلے تو میں کہا کرتا ہوں کہ اسی کا ہم شکر ادا نہیں کر سکتے کہ اللہ نے ہمیں جانور نہیں بنایا، انسان بنایا — انسان بنا کے اللہ تعالیٰ مشرک، کافر، بدھ مت، کیمونسٹ ہندو، سکھ بنا دیتے تو کیا کر سکتے تھے؟ پھر سابقہ امتوں میں، قوم نوح میں یا قوم لوط میں پیدا کرتے، قوم عاد و ثمود میں پیدا کر کے جہنم کا ایندھن بنا دیتے تو ہم کیا کر سکتے تھے؟ خدا کا شکر کیجئے اللہ نے انسان بنایا، پھر دولتِ ایمان سے نوازا، امتِ محمدیہ میں اٹھایا۔ کسی ایک نعمت کا بھی شکر ادا کرنے کی پوری توفیق نہیں۔ لیکن اگر پورا نہیں کر سکتے تو ادھورا سدھورا جتنا بھی ہو سکے ہم کریں اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ ط کوشش میرا آپ کا کام، آگے تکمیل تک پہنچانا اس خالق کا کام — سو اب میں عرض کر رہا ہوں کہ اللہ نے آپ کی ضرورت، آپ کا مزاج، آپ کی افتادِ طبع ایسی بنائی، اس کے لئے اللہ نے یہ چیزیں مہیا کیں، عقل دی، اس عقل سے فائدہ اٹھا کر اللہ نے جسم پالنے کا شعور عطا فرمایا۔

خلقتِ انسانی کے مختلف مراحل

اسی طرح روح عالمِ بالا سے آئی ہے۔ ماں کے پیٹ میں چار مہینے میں جب انسان کا جسم مکمل ہو جاتا ہے۔ روح کو اللہ عالمِ بالا سے بھجوا دیتے ہیں۔ وہ پھر کل نو ماہ یا کم و بیش جتنا بھی اللہ تعالیٰ چاہیں، ماں کے پیٹ کے اندر جسم اور روح دونو پروان چڑھتے ہیں۔ اس دنیا میں انسان آتا ہے تو پھر براہ راست اللہ تعالیٰ تربیت فرماتے ہیں۔ بعد میں جو غذا کھاتے ہیں، ماں کے پیٹ سے حصہ رسدی کے مطابق ملتا ہے۔ یہاں گاجروں، مولیوں، گیہوں، چنوں، دالوں، گوشت سبزہ زاروں، پھل پھلواریوں، ترکاریوں اور دیگر اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کرتا ہے۔ ہم تو کسی ایک کا بھی شکر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر کوشش بھی کریں تو پورے سو فیصد کامیاب نہیں ہو سکتے ساری زندگی خدا کی کسی ایک نعمت کا بھی شکر ادا کرتے رہیں چوبیس گھنٹے، تب بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اعمالِ صالحہ کی ترغیب

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا ہی حکم دے دیا کہ پانچ نمازیں دن بھر میں پڑھ لو، توفیق ہو تو نوافل اور سنن ادا کر لو۔ اللہ تعالیٰ زائد دولت دے تو زندگی میں ایک دفعہ حج کر لو، اللہ تعالیٰ وافر دولت دے تو سال میں ایک دفعہ یتامیٰ، مساکین، غرباء کو اپنی دولت میں حصہ دار بنایا جائے۔ یہ اگر آپ کریں تو فائدے کا فائدہ، اللہ کے حکموں کی فرمانبرداری ہو گئی۔ اعزہ و اقرباء کی دیکھ بھال اور پرورش ہو گئی۔ ادھر خدا کا حق ادا ہو گیا اور ادھر دیں گے تو لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ○ (پ۱۳ س ابراہیم ع ۲-آیت ۷) شکر کریں گے اللہ کی نعمتوں کا اللہ بڑھا کے دیں گے، کفرانِ نعمت کریں گے تو اللہ تعالیٰ سابقہ بھی چھین سکتے ہیں۔ کم کر سکتے ہیں۔ تو اس لئے ہر نعمت کا شکر اس کے حسبِ حیثیت ہوتا ہے۔ صحت کا شکریہ ہے نماز، دولت کا شکریہ ہے زکوٰۃ اور حج — یہ مالی اور بدنی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ نماز بدنی عبادت، زکوٰۃ مالی عبادت، حج مالی اور بدنی دونو عبادتوں کا مجموعہ اور اسی طرح دوسری عبادتیں ہیں۔ سو اس لئے یہ چیزیں جو یہ خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے فریضے کے طور پر عائد ہوتی ہیں، ہمیں ان کو جاننا پہچاننا، ان کے مطالب اور معانی کو دریافت کرنا اور ان کی جو پوری سائنٹفک کیفیت ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور صحابہؓ کے واسطوں سے جو ہم تک پہنچی ہے ان کی

تعبیر ان کی تدبیر اور ان کا طریق اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

خدا اور رسولؐ کی اطاعت

اسوہ اور نمونہ بن کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ نماز پڑھ کے دکھائی کہ صلوٰۃ کا معنیٰ یہ ہے۔ حج کرکے دکھایا کہ حج کا طور طریقہ یہ ہے۔ اور نمازوں میں یہ نوافل ہیں، یہ سنن ہیں، یہ خدا کا حکم ہے، یہ اللہ کے نبیؐ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ مثلاً رمضان میں روزے رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی جو رمضان کو پائے اسے چاہیئے کہ روزے رکھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شعبان کے روزے رکھے گا وہ میری سنت کے مطابق رکھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو حکم نہیں دیا شعبان کے روزے رکھنے کا۔ رمضان کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا شَھْرُ اللّٰہ اور شعبان کو فرمایا شَھْرِی جو روزے شعبان میں رکھے وہ سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہو جائے گا۔ ایسے ہی جیسے کہ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت بطور سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھتے ہیں، پھر چار رکعت اللہ کے حکم سے فرض پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد دو سنتیں دو نفل یا جتنی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

اجتماعیت اسلام کی بنیاد ہے

اجتماعیت اسلام کی بنیاد ہے، اسلام کی اساس ہے، اسلام کا مزاج ہے۔ آپ نماز پڑھتے ہیں تو باجماعت، روزہ رکھتے ہیں تو کل دنیا کے مسلمان ایک ہی زمانے میں سال بھر میں ایک مہینہ، گورے کیا، عرب کیا، کالے کیا، چپٹی ناکوں والے کیا، تنومند قوی ہیکل انسان ترکوں کی طرح کیا، پٹھانوں کی طرح کیا، پٹھانوں کی طرح کیا، جرمنوں کی طرح کیا اور کیا بچارے چھوٹے چھوٹے ملائشیا کے لوگ، انڈونیشیا کے لوگ، ملایا، جاوا، سماٹرا کے کیا، اور اسی طرح کچھ بنگال کے حصوں کے لوگ، بالکل دُبلے پتلے لیکن اللہ نے ان کو بھی بلا کی ذہانت عطا فرمائی، بلا کی قوتِ ارادی عطا فرمائی۔ جاپانیوں کو دیکھئے یورپ نے جو کئی سو سال میں ترقی کی، جاپانیوں نے ستر پچھتر سال میں اس سے آگے قدم جا رکھا اور چینیوں نے نہلے پر دہلا، اس سے بھی کم مدت میں پندرہ بیس سال کے اندر جاپان، برطانیہ، امریکہ ان سب کی مادی طاقت کو شکست فاش دے کر ان سے قدم اوپر جا رکھا۔

روح کی غذا

یہ مادی دنیا کے اندر ترقی کچھ کم نہیں لیکن انسان چونکہ صرف مادہ ہی سے مرکب نہیں، مادہ ہی نہیں ہے۔ روح اور جسم دونوں کا مرکبہ ہے۔ جسم یہاں سے پروان چڑھتا ہے۔ جو گاجریں، مولیاں، اناج آپ کھاتے ہیں مکھن وغیرہ اس سے خون ہڈی، پسلی وغیرہ بنتی ہے۔ وہی ماں کے پیٹ سے آپ کی غذا بنتا ہے ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہیں تو براہِ راست آپ کی غذا بنتا ہے۔ روح اللہ نے عالم بالا سے بھجوائی۔ اس کے لئے اللہ نے دستور و قانون اور اس کے لئے تدبیر اور اس کی تقویت کا، اس کی ارتقاء کا ذریعہ بھی وہی چیز اللہ نے بتائی۔ اب نماز ہے، ذکر اللہ ہے، اسی طرح آپ استغفار کرتے ہیں، درود شریف پڑھتے ہیں، اسم ذات کا ذکر وغیرہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام پیشِ نظر رکھ کر کے ان کو یاد کرتے ہیں تو یہ گویا آپ روح کا حق ادا کرتے ہیں۔ چونکہ مادی اور روحانی دنیا، ان دونوں کے اندر ایک نہایت لطیف امتزاج ہے اس کو اسلام ہی بہتر طریقے سے پیش کر سکتا ہے، دریافت کر سکتا ہے، اس کی تفصیلات مہیا کر سکتا ہے۔ کیونکہ جس خالق نے مجھے اور آپ کو بنایا، میری آپ کی افتادِ طبع کو بنایا، ہماری آپ کی ضروریات کو بنایا، اسی نے یہ دستور و نصاب اور دنیوی زندگی گزارنے کا قانون ہمیں عطا فرمایا (انبیاء کے واسطے سے) ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے۔ ہر نبی اپنے سے سابق نبی کی ہدایت کو آگے پہنچاتا آیا۔ کچھ کو اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم پیغمبر بنا کر براہِ راست کتاب دے دی۔ توراۃ، زبور، انجیل، صحفِ موسیٰ اور ہارون وغیرہ آخر میں قرآن نازل فرمایا۔

ہر چیز کا ایک عطر اور جوہر ہوتا ہے

ہماری کتاب تمام انبیاء کی تعلیمات کا عطر اور جوہر ہے۔ جیسا کہ میں کہا کرتا ہوں کہ لاکھوں پھولوں کا عطر چند بوتلوں میں سما جاتا ہے۔ اتنے پھول ہوتے ہیں گلاب کے اور ان کا عرق چند بوتلوں میں آپ محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور پھر اس میں یک آتشہ، دو آتشہ، سہ آتشہ، چہار آتشہ کرتے کرتے کہاں تک لے جاتے ہیں۔ سونا، چاندی و فولاد اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ کشتہ مارتے مارتے اتنا تھوڑا سا ہو جاتا ہے کہ ایک شیشی میں سما جاتا ہے۔ ایک ہزار آنچ کا مارا ہوا کشتہ فولاد میں نے دیوبند میں ایک عطار کے ہاں دیکھا ہے (جنہیں وید بھی کہا جاتا ہے، کہنے لگے یہ کشتہ فولاد میرے پردادا سے چلا آ رہا ہے۔ آگے ایک ہزار آنچیں میں نے پوری کر دیں۔ ایک تنکا اس کا سو روپے میں دیتا تھا اس کا دعویٰ تھا ایک تنکا کھا لو زندگی بھر کسی طاقت کی دوائی کی ضرورت نہیں۔ اللہ جانے حقیقت کیا ہے۔ اس کی لن ترانیاں سنتا رہا ہوں۔ وہ اس کی طاقت ظاہر کرنے کے لئے ایک گلاس پانی کا منگوا کے ذرا سا کشتہ لے کے اس پہ ڈال دیتا تھا۔ وہ واقعی اس پر اپنی تہہ جما لیتا تھا۔ اب اس کا اپنا جو رنگ ہے سرخ سا وہی نظر آتا ہے۔ نیچے کچھ نظر نہیں آتا) وہ تہ جمی ہوئی ہے، پانی کا پتہ ہی نہیں چلتا پھر اس نے میرے سامنے لا کر گیہوں کے دانے اس پر ڈالے، نیچے نہیں گئے، اس نے پہلے خشخاش ڈالا، خشخاش کے بعد تل ڈالے، تلوں کے

بعد ہلکی سی کوئی دال ڈالی (مسور وغیرہ کی) پھر اُڑد کی دال ڈالی اخیر میں گیہوں ڈال دئے، پھر چنے تک ڈال دئے، نیچے نہیں جانے پاتے۔ کہنے لگے یہ اس میں طاقت ہے۔ اللہ جانے۔ بعض دوست تو کہتے ہیں یہ اللہ کی نعمت کو ضائع کرتا ہے اور اس کو ختم کرتا ہے۔ بہرحال اپنے اپنے نظریات ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جوں جوں یہ لطیف ہو رہا ہے توں توں اس کی طاقت بڑھ رہی ہے۔ یہ ایٹم (ATOM) ہے تو بڑا خوفناک ذرہ لیکن کتنا چھوٹا اور کتنا مہلک ہے "کُلُّ قَلِیلٍ فِتْنَۃٌ" کہا جاتا ہے۔ تو بہرحال بہت ہی خطرناک فتنہ ہے ایٹم بم (ATOM BOMB) اس نے سارے ہتھیاروں کو مات کر کے رکھ دیا ہے۔

روح اور جسم کے تقاضے

بہرحال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے روح اور جسم دو چیزوں سے جان کو ترتیب دی ہے۔ روح اگر اللہ تعالیٰ نے روحانیت اور ملکیت فرشتوں کو دی ہے تو انسان کو اللہ تعالیٰ نے ملکیت اور بہیمیت دونو کے امتزاج سے تخلیق فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی غذا اس دنیا میں پیدا کی وہ آپ کے جسم کی پرورش کرتا ہے اور پروان چڑھاتا ہے اور عالم بالا سے روح بھجوایا، اس کی تربیت کے لئے اللہ نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسری عبادات عنایت فرمائیں جو قرآن اور پیغمبرؐ کے واسطے سے آئیں۔ ان دونو کو اگر آپ استعمال کرتے ہیں ایک امتزاج کے ساتھ تو دونو آپ کے جسم ترقی کرتے ہیں (روح اور جسم) ایک کو چھوڑتے ہیں تو ایک کی ترقی رک جائے گی۔

روحانی اور جسمانی مجذوب
شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ

ایسے ہی شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ بعض مجذوب روحانی ہوتے ہیں بعض جسمانی۔ روحانی جذب تو یہ ہے کہ بعض اولیائے کرام اور مجذوب ایسے ہوتے ہیں جنہیں کھانے پینے کی پرواہ ہی نہیں، جسم کی پرواہ ہی نہیں، سردی گرمی کی پروا ہی نہیں، بیوی بچوں کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، گھر ٹھکانا کہیں بنایا ہی نہیں، بیٹھے ہیں تو بیٹھے ہیں، کھڑے ہیں تو کھڑے ہیں، دھوپ میں بیٹھے ہیں تو دھوپ میں، سردی میں بیٹھے ہیں تو سردی میں، پرواہ ہی نہیں، اللہ کے نام کے ساتھ اتنا ان کو عشق ہے، مست ہیں، خدا کی یاد ہے، تو انہیں کوئی دنیا کی ہوش ہی نہیں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہر پاگل مجذوب نہیں ہوتا، ہر مجذوب پاگل نہیں ہوتا اس لئے ان کی بڑی اقسام ہیں۔ ہر کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا۔ "ولی را ولی مے شناسد"۔ ولی ولی کو پہچانتا ہے۔ ع

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

اللہ والے اللہ والوں کو پہچانتے ہیں ولی را ولی مے شناسد۔ تو بہرحال حضرتؒ کا یہ قول اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ مجاذیب جسمانی بھی ہوتے ہیں، روحانی بھی بالکل بجا ہے۔ جسمانی انہوں نے فرمایا جیسا کہ یہ پہلوان ہیں۔ روزہ رکھنا دوبھر ہے، نماز پڑھنا بڑا مشکل ہے کبھی آپ دیکھئے بیچاروں سے التحیات ٹھکانے سے نہیں بیٹھا جاتا۔ رکوع کرتے ان کی جان جاتی ہے۔ اور یوں ہم آپ جیسوں کو دس دس کو پچھاڑتے ہیں۔ بھاگنے پہ آ جائیں تو وہ آپ سے عاجز آ جائیں۔ وہ آپ کے مقابلے میں نہیں بھاگ سکتے۔ یہ اللہ کی قدرت ہے۔ بہت بھاری جسم ہے۔ آپ ایک روٹی سے گذر کر سکتے ہیں، ان کو سیروں دودھ، سیر بھر گھی، سیر بھر مکھن چاہئے، مرغ چاہئے، یخنی چاہئے۔ کبھی پہلوانوں کا آپ حال پڑھیں۔ ابھی صدر ایوب نے لاکھ روپے دئے ہیں۔ چند سال پہلے بھی بھولو برادران کو ایک لاکھ روپیہ دیا گیا تھا۔ اور ان کی غذائیں ایک دفعہ میں نے اخبار میں پڑھی تھیں کہ روزانہ سیر سیر بھر بادام کی گریاں، اتنے سیر آموں یا مالٹوں کا جوس (JUICE) پیتے ہیں، اتنے سیر گوشت کی یخنی پی جاتے ہیں، یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں، ہم تو حیران ہو گئے کہ ہم نے سال بھر میں کبھی اتنا نہیں کھایا ہوگا جتنا وہ ایک دن کی غذا کے طور پر کھا جاتے ہیں۔ آپ نے بھی شاید سال بھر میں اتنے بادام نہ کھائے ہوں جتنے وہ ایک دن میں کھا جاتے ہیں۔ اور پھر چونکہ ہضم کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں، ریاضت کرتے ہیں، بیٹھکیں اور ڈنڈ پیلتے ہیں، اور پھر ظاہر ہے کہ آپ کی رانیں اور ان کی کلائیاں ایک برابر ہیں، آپ کی موٹی سے موٹی ران اور ان کی گردن ایک برابر (معمولی گردن) اور ان کی رانیں؟ آپ کے سارے جسم کو ایک طرف رکھ دیں تو ان کی ران کے برابر ہے۔ آپ چھ آدمی ایک طرف ہوں تو ایک طرف بھولو پہلوان کو کر دیجئے، ترازو میں۔ یہ پکا پکا کے، کھا کھا کے، محنتیں کر کر کے، ریاضتیں کر کر کے، ڈنڈ پیل پیل کے، خون پسینہ ایک کر کے انہوں نے طاقتور غذاؤں کو پچایا ہوا ہے۔ اب ان کے مقابلے میں کوئی نہیں آتا۔ گاماں پہلوان، رستم زماں، اسی گاماں پہلوان نے زبسکو کو جو یورپ کا نامی گرامی شہ زور پہلوان تصور کیا جاتا تھا لندن میں چند سیکنڈ میں چت کر کے جیسا کہ حضرت مدنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام کی عظمت کو چار چاند لگا دئے۔ بھولو پہلوان کے والد امام بخش پہلوان رستم ہند کہلاتے تھے۔ یہ بقول شاہ ولی اللہؒ کے مجاذیب جسمانی ہیں۔ انہوں نے جسمانی قوت کو ترقی دے کر قوت ملکیہ کو فنا کر دیا ہے۔ مجاذیب روحانی نے روح کو ترقی دی، ملکیت کو ترقی دی، جسم کو فنا کر دیا، جسم بالکل ختم ہوا، نہ گرمی نہ سردی کی پرواہ، نہ بھوک اور پیاس کا خیال اور احساس اور ادھر یہ پہلوان ہیں کہ انہوں نے نماز روزے اور ذکر اذکار

(باقی ص۱۴ پر)

قرآن کریم اور امنِ عالم

- خود اعتمادی، وحدتِ اسلامی، اتحاد اور اسلامی وفاق کی تشکیل، فنی اور معاشی امور روحانی قوت، انسانی حقوق کی ادائیگی

- امنِ عالم کے لئے قرآن کے اصولی و فروعی قوانین
- مسلمانوں کی مشکلات کا قرآنی حل

حضرت علامہ شیخ التفسیر مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ

گزشتہ سے پیوستہ

عالمی امن کے لئے فروعی قوانین

جنگ کا اصلی سبب ظلم ہے اگر ہر قوت اپنی حدود کے اندر ہے اور کسی طاقتور کی طرف سے کمزور پر ظلم نہ ہو تو جنگ کی نوبت نہیں آتی - اس لئے موجودہ جنگ اور ظلم لازم و ملزوم ہے - اور امن و عدل لازم و ملزوم ہے - اس لئے اسلام نے سب سے پہلے ظلم کا دروازہ بند کرنے کے لئے قوانین عطا فرمائے -

بندشِ ظلم

ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے - والظالمین اعد لھم عذابا الیما ٥ ایسی دیگر آیات بھی ہیں جن سے انسان کے دماغ میں ظلم کی قباحت راسخ کرنا مقصود ہے - تاکہ کوئی ظالمانہ فعل کی طرف اقدام نہ کر سکے - پھر اگر کسی ظالم فرد یا جماعت کی طرف سے ظلم واقع ہو تو اس کے ازالہ کے لئے قرآن نے بے لاگ قانون عدل کے احکام دیئے - ازالۂ ظلم کے لئے سب سے پہلی چیز ظلم کو ظلم کہنا اور اس کو ظلم ثابت کرنا ضروری ہے - اور یہ اس کے بغیر ممکن نہیں کہ انسان کے اندر جذبۂ حق گوئی کو ابھارا جائے تاکہ اثبات ظلم کے لئے وہ سچی شہادت دے سکے اس لئے قرآن نے شہادتِ حق کا حکم دیا -

شہادت حق و اقامۂ عدل

ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ -

"اور سچی شہادت اور اظہارِ حق کو مت چھپاؤ، جس نے ایسا کیا تو اس کی صرف زبان نہیں بلکہ دل نے بھی جرم کا ارتکاب کیا" —

آج اقوام متحدہ میں ظلم کا ازالہ اس لئے نہیں ہوتا کہ بڑی بڑی حکومتیں شہادتِ حق چھپاتی ہیں اور کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ اسرائیل کے حملے یا بھارت کے حملے کو جارحیت کہے کیونکہ سیاسی مصالح حق گوئی کی اجازت نہیں دیتے -

چونکہ سیاسی مصالح یا قومیت کی رعایت یا جتھہ بندی کا لحاظ رکھنا شہادتِ حق کا مانع ہوتا ہے اس لئے قرآن نے مصلحتِ عامہ کے پیش نظر ذاتی یا قومی اغراض کے برخلاف شہادتِ حق دینے پر زور دیا کیونکہ ان اغراض اور مفادات کی وجہ سے اگر شہادتِ حق معطل ہو جائے تو عدل و انصاف عالم کا خاتمہ ہو جائے گا لہٰذا فرمایا

تعلقات مانع شہادتِ حق نہ ہونا چاہیے

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ج ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما قف فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا ج وان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا ٥ (النساء ۱۳۵)

"اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج تو اللہ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے - سو تم پیروی نہ کرو خواہش کی انصاف کرنے میں - اگر تم گول مول بات کرو یا ادھوری بات تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے"

صحیح انصاف کے لئے جس طرح سچی شہادت کی ضرورت ہے اسی طرح صحیح اور با انصاف فیصلے کی بھی ضرورت ہے - جو فیصلہ کنندہ حاکم سے متعلق ہے - اس لئے شہادت کے قانون کے بعد قرآن نے حکام کو ہدایت کی کہ

عدالت کو حکم

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان بما تعملون خبیرا

"جب تم حکم کرو لوگوں کو تو انصاف کے ساتھ حکم کرو اللہ تم کو اس اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے اور اللہ تمہارے عمل سے واقف ہے"

کبھی حاکم عدالت کو ایک فریق سے عداوت اور دشمنی ہوتی ہے - جس سے انصاف کا خطرہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے لہٰذا دوسرا حکم قرآن نے یہ دیا کہ:

انصاف عداوت سے متاثر نہ ہو

لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ٥ (مائدہ)

"اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو نہ چھوڑو عدل کرو - یہ بات زیادہ قریب ہے تقویٰ سے اور اللہ سے ڈرو اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو"

انصاف کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ناحق کی طرفداری اور ظالم کی امداد بھی ہے - جس کے متعلق قرآن نے تمام معاملاتِ انفرادی اور اجتماعی میں ایک عام ضابطہ بتایا کہ:-

حق میں تعاون اور باطل میں عدم تعاون

وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب -

"اور ایک دوسرے کی امداد کرو نیک کام اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے"

آج اگر بڑی طاقتیں اور اقوام متحدہ کے ارکان اس اصول پر عمل کریں کہ حق میں تعاون کریں اور باطل میں ترکِ تعاون تو دنیا سے ظلم کا خاتمہ ہو سکتا ہے - لیکن مادی تہذیب میں اس کی گنجائش کہاں - مادہ پرستوں کو مادی اغراض نے پاگل بنا دیا ہے اور ان میں حق و باطل کا احساس اور خیر و شر کے امتیاز کا شعور باقی نہیں رہا اور انصاف کی روشنی سے وہ محروم ہو گئے ہیں - تمام عالمی مظالم ان کی اس کج دماغی اور مادی جنون کی خر دماغی کا نتیجہ ہیں -

مسلمان عالمی مظالم کا شکار ہیں

اس دورِ جدید میں عالمی مظالم کی جو قوم سب سے زیادہ شکار ہے وہ مسلمان قوم ہے - باطل کی تمام قوتیں ان کی ذہنی سیاسی اخلاقی دینی تباہی میں مصروفِ عمل ہیں - اور وہ ہر لحہ ان کے فتنوں کے شکار ہیں گویا پوری دنیا آکل و ماکول میں تقسیم ہے - مسلمان ماکول اور باقی قومیں

آکل ہیں۔گویا مسلمان باطل اقوام کے لئے غذا و خوراک بن گئے ہیں، جیسے حدیث میں آیا ہے:۔
ستداعی بکم الامم کما تداعی الاکلۃ الیٰ قصعۃ
"دیگر امتیں مل کر تم کو اس طرح کھانے لگیں گی جیسے کھانے والے کاسے اور رکابی کا طعام کھائیں۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا ہماری تعداد کم ہو گی جو دیگر قومیں ہمیں کھانا سمجھ لیں گی؟ فرمایا نہیں تم تعداد میں زیادہ ہو گے لیکن غثاء کغثاء السیل تم کمزوری کی وجہ سے سیلاب کی جھاگ کی طرح ہو گے۔صحابہؓ نے عرض کیا یہ کمزوری کیوں ہو گی، فرمایا مال کی محبت اور موت کو مکروہ جاننے کی وجہ سے۔

مسلمانوں کی مشکلات کا قرآنی حل

اب ہم مسلمانوں کی مشکلات کا حل تعلیماتِ قرآن سے پیش کرتے ہیں۔

۱۔سب سے پہلی چیز خود اعتمادی ہے۔ یعنی اپنے سہارے جینا اور غیر مسلم اقوام کے سہارے پر اعتماد نہ کرنا تاکہ احساس کمتری کا خاتمہ ہو اور احساسِ برتری پیدا ہو کر جوشِ عمل کی تحریک پیدا کر دے۔ احساسِ برتری کے لئے قرآن کا ارشاد ہے۔کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔

"تم سب امتوں سے بہتر ہو جو تمام لوگوں کے فائدے کے لئے ظاہر ہوئے جو نیکی کو پھیلانے اور بدی کو مٹانے والے ہو۔" لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔

مومنوں کو چاہیے کہ قابل اعتماد دوست نہ سمجھیں کفار کو مومنوں کے بغیر۔مسلمانوں کو سب سے بڑا نقصان اس سے پہنچا کہ انہوں نے کفار کے کہنے پر اعتماد کیا اور اپنی صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے غیر مسلموں کی امداد پہ اپنی زندگی کو منحصر سمجھا جس کی وجہ سے وہ اغیار کے ہاتھوں کھلونا بن گئے اور ان کا ملی وقار خاک میں مل گیا۔

۲۔اتحاد— وحدت صفتِ خداوندی ہے، جس قوم میں اس وصف کا ظہور ہوتا ہے وہ زندہ اور طاقتور قوم بن جاتی ہے اور انتشار موت ہے۔جس کی وجہ سے قوم زندہ در گور ہو جاتی ہے، لیکن اتحاد کے لئے ما بہ الاتحاد یعنی ذریعہ اتحاد کی ضرورت ہے اور ذریعہ اتحاد ایسا ہو کہ وہ مسلمانوں میں وحدتِ فکر اور وحدتِ عمل پیدا کرے ورنہ زبانی قولی اتحاد کی کوئی قیمت نہیں۔مسلمانوں کے لئے ذریعہ اتحاد صرف دین اور قرآن ہے۔ قرآن نے جہاں مسلمانوں کو متحد ہونے کا حکم دیا تو اسی ذریعہ اتحاد کو مضبوط پکڑنے پر زور دیا اور فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا قرآن اور اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑو سب مل کر اور فرقے مت بناؤ۔

مسلمان قوم مراکش سے چین تک پھیلی ہوئی ہے، اس لئے یہ فطری امر ہے کہ ان کا اتحاد نہ نسل سے ممکن ہے نہ وطن سے نہ زبان سے نہ رنگ سے اور نہ رسم و رواج سے کہ یہ سب چیزیں ان میں مختلف ہیں۔صرف دین ہی واحد ذریعہ ہے جو ان کو متحد کر سکتا ہے مغربی اقوام نے مسلمانوں کو منتشر اور کمزور کرنے کے لئے ان کو قومی اور لسانی تعصب کا سبق سکھایا تاکہ یہ کمزور ہو کر اغیار کے لئے لقمۂ خوراک بن جائے۔اقبالؒ نے صحیح کہا ہے

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں!
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں!!
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر!!
ربط و ضبطِ ملت بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر

قرآن نے نہ صرف وحدتِ مسلم پہ زور دیا بلکہ اس کو اخوت کے رشتے میں جکڑ دیا تاکہ وہ انتشار سے محفوظ رہ کر ایک طاقتور ملت بن کر عالمی اصلاح اور اقوام عالم کی قیادت سنبھال سکے فرمایا:—

انما المومنون اخوۃ

۳۔اخوت اسلامی کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور اخوت کا رشتہ ایسا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اگر کبھی اس میں رخنہ پڑ جائے تو صلح یا قتال کے ذریعہ اس کو درست کر لو۔

فاصلحوا بین اخویکم فان بغت احدٰھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفی الیٰ امر اللہ۔

"یعنی صلح کے ذریعہ مسلمانوں کی خانہ جنگی ختم کر دو اور اگر ایک گروہ زیادتی کرتا ہو کر حق قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو سب مل کر اس کے ساتھ اس وقت تک لڑو کہ حق قبول کر کے اسلامی برادری میں خلل اندازی چھوڑ دے۔"

اس فرمانِ الٰہی سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا اتحاد اور اخوت کس قدر ضروری اور اس رشتہ کو توڑنے والا کتنا بڑا مجرم ہے کہ ان سے قتال تک جائز ہے۔حضور علیہ السلام نے ملتِ اسلامی کے تمام افراد کو شخص واحد کے اعضاء قرار دیا۔المسلمون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ "تمام مسلمان ایک شخص واحد کی طرح ہیں، جس کی اگر آنکھ بیمار ہو تو سارا بدن بیمار ہوتا ہے۔"

تمام مسلمان آپس میں بھائی ہوں، جیسے قرآن کا ارشاد ہے یا ایک شخص کے اعضاء ہوں دونوں صورتوں میں ان میں باہمی جنگ و جدال سخت نامعقول ہے۔کیونکہ نہ بھائی بھائی سے لڑتا ہے نہ کوئی عضو دوسرے عضو سے بلکہ سب کا سکھ اور دکھ ایک ہے اور اسی میں مسلمانوں کی زندگی کا راز مضمر ہے۔اگر کوئی عضو بدن سے الگ ہو کر زندہ نہیں رہ سکتا تو آج مسلمانوں کی چالیس سے زیادہ حکومتیں ایک دوسری سے الگ ہو کر زندہ نہیں رہ سکتیں۔اب یہ سوال کہ کیا مسلمان کا اتحاد ممکن ہے اور اگر ہے تو اس کی کیا شکل ہو گی ہم بیان کرتے ہیں۔

اتحادِ اسلامی کی تشکیل

مسلمانوں کے اتحاد میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں، بشرطیکہ غیر مسلم اقوام کے ورغلانے میں نہ آئیں اور ان کے فریب اور دھوکہ سے بچیں اور ان پر اعتماد نہ کریں جیسے کہ اصول نمبر ۱ میں قرآن نے حکم دیا۔اصول سوم کے تحت آپس میں اخوت کا عقیدہ پختہ کریں تاکہ وہ دکھ اور سکھ میں ایک دوسرے کے شریک ہو سکیں۔اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ جب امریکہ کی تقریباً پچاس ریاستیں اور روس کی تقریباً بائیس ریاستیں ایک وفاق بن سکتی ہیں اور برطانیہ کی دولت مشترکہ میں مختلف حکومتیں ایک نظام میں داخل ہو سکتی ہیں جن میں نہ مذہب کا اتحاد ہے نہ فکر و عمل کا نہ ثقافت کا تو مسلمانوں کی مختلف حکومتیں اور ریاستیں جن کا مذہب ایک فکر و عمل ایک ثقافت ایک ہے وہ ایک وفاق میں کیونکر منسلک نہیں ہو سکتے اور جب قرآن نے ان سب کو بھائی کہا اور حدیث نے ان کو ایک جسدِ ملت کے اعضاء قرار دیا تو ان کی وحدت کیونکر غیر ممکن ہو سکتی ہے۔

اسلامی وفاق اور باہمی تعاون کی صورتیں

مسلمانوں کی مختلف حکومتیں جس شکل میں ہیں ان کو اسی طرح رہنے دیا جائے خواہ جمہوریت ہو یا شاہیت اور ان میں کوئی مداخلت نہ کی جائے، البتہ ان امور کے تحت تعاون قائم کیا جائے اور اسی تعاون کی بنیاد پر وہ اسلامی وفاق کے اعضاء اور ارکان بن جائیں۔تعاون کی صورتیں یہ ہیں:—

۱۔خارجہ پالیسی سب کی ایک ہو۔ایک کا دوست اور ایک کا دشمن سب کا دشمن ہو یہاں تک کہ اقوام متحدہ میں بھی سب کی آواز ایک ہو۔

۲۔دفاع میں باہمی تعاون ہو اور مشترک

سرمایہ سے مناسب مقام میں اعلیٰ ساز کارخانے کھولے جائیں۔

۲- نصابِ تعلیم سب کا ایک ہو اور دینی تعلیم داخل نصاب ہو اور فنی اور علمی اور دینی ماہرین کے درمیان باہمی تبادلہ ہو اور اس کے ساتھ تعلیمی وفود کا بھی تبادلہ ہو جدید تصنیفات جن میں دینی روح کا غالب عنصر موجود ہو باہمی مشورے سے مرتب کئے جائیں اور مشترک طور پر اسلامی نیوز ایجنسی قائم کریں تا کہ آپس میں غلط فہمی سے بچے رہیں۔

۳- علاقائی تعاون سب کا ایک ہو جو اسلامی روح پر مشتمل ہونے کی وجہ سے غیر مسلم اقوام سے ممتاز ہو۔

۴- سب کا ایک مشترک بنک ہو تا کہ غیر ممالک میں جو مسلمانوں کا سرمایہ ہے وہ اس میں منتقل کیا جا سکے اور وہ مسلمانوں کے مفاد میں استعمال ہو مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ ہو۔

۵- اسلامی وفاق میں اشیاء ضرورت کا باہمی تبادلہ ہو اور بغیر شدید ضرورت کے صرف تجارت باہمی پر زور دیا جائے۔

۶- مشترک فوجی تعاون کے سلسلے میں قرآن کے فرمان کے مطابق بحری بری اور ہوائی مشق اور ٹریننگ کو زیادہ سے زیادہ موثر بنایا جائے تا کہ اعداد قوت پر عمل ہو۔

۷- مشترک امور کے لئے وفاقی مجلس شوریٰ ہو جس میں مشترک امور باہمی مشورہ سے طے کئے جائیں۔

۸- عربی زبان مشترک وفاقی زبان قرار دیا جائے۔

حل مشکلات عالم اسلام کا چوتھا اصول

اعداد قوت ——— اللہ کا ارشاد ہے:۔

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم۔

تم سے جس قدر ہو سکے دشمن کے لئے سامان قوۃ مہیا کرو اور عمدہ گھوڑے بھی اور یہ سامان اس قدر ہو کہ دشمن اس سے مرعوب ہو کر مقابلہ کی جرأت نہ کر سکے۔ اس میں اعدوا امر کا صیغہ ہے جس کا ظاہر وجوب ہے یعنی

آلاتِ حرب وصنعت

مسلمانوں پر اسباب قوۃ کا مہیا کرنا واجب ہے۔ قوت عالمگیر لفظ ہے جس میں ہر قسم کا سامانِ حرب ہائیڈروجن بم تک داخل ہے اور یہی راز ہے کہ قرآن نے اپنے نزول کے زمانے کے ہتھیاروں یعنی تلوار، تیر، نیزہ کا نام نہیں لیا کہ سامانِ جنگ بدلتا رہتا ہے اور خدا کو معلوم تھا کہ آئندہ ترقی یافتہ آلاتِ حرب پیدا ہوں گے اس لئے ایسا لفظ قرآن نے استعمال کیا کہ قیامت تک جس قدر آلاتِ حرب ایجاد ہوں سب اس میں داخل ہو سکیں گے۔ گھوڑا اس وقت ٹینک کے قائم مقام تھا اس لئے اس کا خصوصی ذکر کیا۔ جنگی ضرورتوں کے لئے صرف سامانِ جنگ کافی نہیں، فوج کا لباس پوشاک خیمے وغیرہ ضروریات کا ہونا بھی ضروری ہے اس لئے قوت میں کپڑے کے کارخانے اور بوٹ گورکابی پیٹی وغیرہ بنانے کے کارخانے بھی داخل ہیں کہ وہ بھی جنگ میں سامان قوت ہے۔ اسی طرح بحری بیڑہ، ہوائی جہاز یہ سب لفظ قوت میں داخل ہیں۔

زراعت

فوج کے لئے اور عوام کے لئے غذائی مواد اور خوراک بھی ضرورت ہے۔ اس لئے زراعت کی ترقی بھی داخل قوت ہے۔

صحت

جنگ میں لشکر کے افراد زخمی اور بیمار بھی ہوتے ہیں اس لئے ہسپتالوں اور دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ بھی سامان قوت ہے۔ اس لئے محکمہ صحت کی ضروریات بھی اس حکم خداوندی میں داخل ہیں۔

مواصلات

جنگ میں سامان کی نقل و حمل کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے بغیر دشمن کے خلاف قوت نہیں پیدا ہو سکتی لہٰذا مواصلات کے محکمے سے متعلق تمام اشیاء کی فراہمی بھی اس حکم خداوندی میں داخل ہے کہ وہ بھی اسباب قوت ہے۔ پھر ان تمام اسباب کا مہیا کرنا کتنی مقدار میں از روئے قرآن واجب ہے لفظ ما استطعتم اور ترھبون سے مفہوم ہوتا ہے کہ اپنی آخری طاقت کی حد تک جس قدر ہو سکے اور جس کا چرچا سن کر دشمن پر ہیبت چھا جائے اتنی مقدار میں واجب ہے۔

یہ عجیب معاملہ ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے ارکانِ اسلام کے متعلق یہ حکم نہیں آیا کہ تم پر اس قدر واجب ہے جس قدر تمہاری طاقت ہو بلکہ صرف پانچ نمازیں واجب ہیں۔ اگرچہ طاقت زیادہ کی ہو روزہ سال میں ایک مہینہ ہے اگرچہ پورا سال روزہ رکھنے کی طاقت ہو۔ اسی طرح حج عمر میں ایک بار ہے اگرچہ ہر سال حج کی طاقت ہو، لیکن دشمن کے مقابلہ میں سامان قوت جس میں محکمۂ فوج، محکمۂ زراعت، محکمۂ صحت، محکمۂ مواصلات کی تمام ضروریات داخل ہیں ان سب کو واجب قرار دیا گیا اور طاقت کی آخری حد تک اور لفظ قوت جس کے مقابلہ میں ضعف آتا ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام دشمنانِ اسلام کی مجموعی طاقت سے تمہاری قوت اور آلاتِ حرب زائد ہونے چاہئیں تا کہ ان کی نسبت تم قوی ہو سکو اور تم سے وہ مرعوب ہو جائیں۔ کیا جدید ترقیات میں کوئی ایک چیز بھی ایسی باقی رہ جاتی ہے جو اس ایک آیت کے مفہوم میں داخل نہ ہو پھر اندازہ لگاؤ کہ کیا قرآن اور اسلام ترقی کا مخالف ہے یا موید۔

الغرض یہ چند قرآنی اصول ہیں جن سے مسلمانوں کی تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں (۱) کفار پر اعتماد مت کرو۔ (۲) متحد ہو جاؤ۔ (۳) تم مسلمان آپس میں بھائی ہو جاؤ۔ (۴) دشمن کے پاس امن و جنگ کا جس قدر مادی سامان ہے مسلمانوں کا فرض ہے اس سے زیادہ تیار کرے لیکن قرآن اس مادی سامان کے علاوہ روحانی قوت جو اللہ کے متعلق سے حاصل ہوتی ہے اس پر بھی زور دیتا ہے۔

روحانی قوت اور قرآن

تا کہ طاعتِ خداوندی کے ذریعہ اللہ کا تعلق مستحکم کر دو تا کہ تم الٰہی قوت کو جذب کر دو اور اللہ کا فرشتہ تمہارے دلوں کو قوی اور تمہارے دشمنوں کے دلوں کو کمزور کر دے اور خدا کی پوری شاہنشاہت تمہاری پشت پر ہو جو دشمن کی ہر تدبیر کو توڑ سکتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم و ان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم۔ اگر خدا تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور اگر تمہاری مدد چھوڑ دے تو کون ہے وہ جو تمہاری مدد کرے۔

امنِ عالم کے لئے ایک بڑا اصول معاہدات کی پابندی ہے۔ یا ایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود اس کے علاوہ امن عالم کے لئے اداءِ امانت کا جذبہ بے حد ضروری ہے سیر کمزور قوم کا بھی ایک امانت ہے جو اس کے اہل اور مستحق کو دینا چاہیئے نہ کہ نا اہل اور غیر مستحق کو اس میں قرابت سفارش ذاتی یا قومی مفاد کو دخل نہ دیا جائے۔

خلاصہ

امن عالم کے قرآنی اصول کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

۱- وحدتِ بشری اور احترامِ آدمیت کا

(باقی ص۱۹ پر)

دنیائے اسلام دوراہے پر

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی —— ترجمہ: حافظ محمد عبداللہ ایم اے گورنمنٹ کالج مری ——

میدانِ صنعت و علم میں مغرب کی اس برتری کے پیشِ نظر جس کا انکار نہیں اور نہ ہی دین و عقل کے لئے یہ روا ہے کہ وہ اس کا انکار کرے یا اس سے اغماض کرے اور نہ ہی یہ آسان و ممکن ہے آج عالمِ اسلام دوراہے پر کھڑا ہے - اب اس کے لئے دو ہی راستے ہیں - یا تو مغرب کے فلسفۂ حیات، کائنات کے متعلق اس کے نظریات، مابعد الطبیعیات سے متعلق اس کے عقائد و افکار، اس کے اجتماعی و عمرانی نظریات، اس کے تصورِ اخلاق اور زندگی کے متعلق اس کے طرزِ عمل اور طور طریق کو بلا کم و کاست اور بلا حذف و اضافہ، اپنی قوتِ ارادہ اور فکر و نظر سے تہی دست اور مغرب سے مسحور ہو کر قبول کرے اور اپنے وجود شخصیت کو پوری طرح اس کے سانچے میں ڈھال لے اور اس کے تہذیبی ریلے میں مدغم ہو جائے -

یہ راستہ جہاں عام اور محیط الکل ارتداد روحانی و معنوی انحطاط اور اس انسانیت سے خیانت ہے جس کا مستقبل اس امت (مسلمہ) سے وابستہ ہے وہاں یہ بھی ہے - کہ یہ ایک بے سود کوشش اور سعی لاحاصل ہے - جو عقلی کشمکش اور روحانی بے کلی کی محرک اور انسانی صلاحیتوں اور بشری طاقتوں کا ضیاع ہے - یقیناً یہ اس مضبوط و مکمل محل کی تباہی اور بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنا ہے - جس کے ملبے اور ڈھیر پر ایک ایسی جدید عمارت کی بنیاد رکھی جا رہی ہے جس کا نہ کوئی خام مواد اور تعمیری صلاحیتیں ہیں اور نہ ہی فضا - ماحول اور معاشرہ اس کا روادار ہے اور اس کا رشتہ ماضی سے بھی کچھ نہیں ——

جب کبھی بھی اسلامی مملکت میں اس نہج کی کوشش ہوئی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور جب بھی قدموں پر سے اس قسم کا غیر فطری اور مصنوعی دباؤ کم ہوا اور لوگوں کو اپنی رائے اور پسند و ناپسند کے اظہار کا موقع ملا انہوں نے اس ڈھیلے لباس کو اتار پھینکا جو ان کی قامت پر فٹ نہیں تھا اور ان کی طبیعت سے میل نہیں رکھتا تھا - کچھ اسی قسم کے حالات ہم آج ترکی میں دیکھ رہے ہیں اور عنقریب مصر و شام میں بھی دیکھیں گے

دوسرا راستہ یہ ہے کہ ہم مغرب سے ان علوم و فنون اور علمی و فنی مباحث و مسائل میں جو صرف علمی تجربات، علمی حقائق اور فقط انسانی کوششوں کے مرہونِ منت ہیں کامل آزادی اور کشادہ دلی کے ساتھ استفادہ کریں - پھر یہ علوم و وسائل، فہم و فراست، جد و جہد اور دانشمندی کے ساتھ ان بلند مقاصد کی خدمت کے لئے وقف کر دیں جو خدا کے آخری پیغام اور کتاب کی طرف سے عطا ہوئے ہیں - جس نے ہمیں روئے زمین کی آخری اور بہترین امت کے لقب سے نوازا ہے -

وسائل و مقاصد کے درمیان یہ وہ تطبیق ہے جس سے مغرب و مشرق یکساں طور پہ محروم ہیں - چنانچہ مغرب غالب و زبردست وسائل کا ذخیرہ اندوز مگر خوشگوار و صالح غایات و مقاصد میں بے حد مفلس ہو گیا ہے اور مشرقِ اسلامی عمدہ و معتدل اغراض پہ ہی قناعت کر کے زبردست و غالب ذرائع و وسائل سے یکسر تہی دست ہو گیا ہے - مغرب سب کچھ کر سکنے کے باوجود کچھ نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہو گا کہ وہ اس کا طریقہ نہیں جانتا اور اسلامی مشرق بہت کچھ کرنا چاہتا ہے مگر کچھ نہیں کر سکتا - یہ صحت مند، متوازن اور معتدل تطبیق روئے زمین کو بدل سکتی اور انسانیت کو انحطاط و ہلاکت کے راستے سے بچا کر دائمی سعادت اور دنیا و آخرت میں واضح کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہے

یہ ایک ایسا عظیم سرمدی کارنامہ ہو گا جو تاریخ کا دھارا اور انسانیت کا رُخ موڑ دے گا اور یہ کام اسی امت کے ہاتھوں تکمیل پائے گا جو ختمِ نبوت کی میراث کی حامل اور اس کے پیغام و امانت کی پاسبان و نگران ہے پس عصرِ حاضر اور معاصر دنیا میں ہماری آواز (ایسی آواز جس سے پہاڑ زلزلہ رسیدہ اور فتنہ و فساد کے نشیمن ہل جائیں) بقول شاعرِ مشرق یہ ہونی چاہیئے —

"لاریب سارا عالم مغرب کے ظلم و زیادتی اور رسوا کن سرگرمیوں سے عالم خرابات بن گیا ہے سوائے اس شخص کے جس نے حرم کی تعمیر کی - اُٹھ اور اس جہان کی از سرِ نو تشکیل کا کام انجام دے"

مشرق میں جاپان نے ایک نوخیز نامقصد مملکت کی حیثیت سے ترقی کی اور (اسلامی نقطۂ نظر سے) ایک محدود و تنگ پیرائے میں انحطاط پذیر سطح پر کچھ اسی قسم کا قدم اٹھایا ہے - اس نے مغرب سے علم و صنعت کی دنیا میں کچھ اس انداز سے استفادہ کیا کہ شاگرد، معلم و استاد کی حد تک جا پہنچا - جس سے دونوں کے درمیان امتیاز مشکل ہو گیا ہے - دوسری طرف اپنے عقائد و تمدنی خصوصیات اور روایات کا بھی پابند ہے - مگر بد قسمتی سے اس کے معتقدات عصرِ حاضر کے لئے موزوں نہیں - جن میں نہ تو انسانی خدمت کا کوئی پہلو ہے اور نہ ہی عالمگیر پیغام کے حامل ہیں - در حقیقت یہ پرانے بوسیدہ رسوم و رواج کا ایک مجموعہ ہے جس کی حفظ و بقاء کے لئے یہ علاقے بڑے حریص اور دلدادہ ہیں - اور قوت ارادی اور ماضی سے اپنے گہرے اور راسخ رابطہ کے ساتھ مربوط رہیں گے -

مگر دنیائے اسلام میں حالات اس سے یکسر مختلف ہیں کیونکہ اس کے ہاں ایسا دین و شریعت اور دستور موجود ہے - جس میں قدیم و جدید کی بحث غیر معتبر ہے اور اس کے پاس ایسی تہذیب ہے - جو دائمی حقائق پہ مبنی ہے - امر واقعہ یہ ہے کہ "یہ ایک پاکیزہ درخت ہے جس کی جڑ مضبوط اور چوٹی آسمان کے اندر تک گئی ہوئی ہے - ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے" بنا بریں اسلامی ممالک ان علوم و فنون اور حقائق و غایات کے مابین مناسبت و موافقت میں کوئی مشکل محسوس نہیں کریں گے - ان کی اس عمل کاری سے ایسے حیرت زا نتائج کا حصول ممکن ہے جو سارے جہاں کا احاطہ کریں اور پوری کی پوری انسانیت کو

شامل ہوں اور اپنے اس عمل سے جاپان کو بھی مات دے دیں جس نے چونکہ ایک محدود و تنگ میدان میں اس کی مشق و تجربہ کیا اس لئے متوقع کن نتائج حاصل نہ کر سکا ۔

حقیقت میں جاپان یا اور کسی نقال ملک میں یہ کوشش و عمل کاری ، شیشے ، لوہے ، آگ اور پٹرول کے تماشے سے زیادہ رفعت نہیں رکھتی ۔ لیکن ایک مسلمان کے نزدیک ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں ۔ اس لئے کہ اس کی رائے میں صحیح دین اور علم صحیح میں تعارض و کشمکش ناممکن ہے ۔ اس کی وجہ ظاہر ہے دانائی ، مومن کی گم گشتہ متاع ہے ۔ جہاں کہیں بھی پالے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے ۔ در اصل قابل اعتبار و افتخار چیز غایات ہیں جن کے لئے وسائل مسخر اور مقاصد کی راہ میں خدمت گار ہیں ۔ مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ ہر قوت ، ہر قسم کا علم ، ہر فعال آلہ اور کارگر وسیلہ خدمتِ دین اور انسانی صلاح و فلاح کے لئے معرضِ وجود میں لایا گیا ہے اور اس کا فرض ہے کہ وہ ان علوم و وسائل اور آلات کو ان کا صحیح و مناسب مقام دے ۔

لیکن یہ کام تیز فہم ، فکر و نظر کی دلیری اور ایمان و اخلاص کے وافر حصّے کا محتاج ہے جو ہر تقلیدی رجحان ، ہر باطل شعار ، ہر کھوکھلے نعرے اور ہر شخصی و گروہی مصلحت کا مقابلہ کرے اور اس پر غالب آسکے ۔ اور اس کے لئے اسلامی دنیا کے قائدین ہر وہ قربانی کر گزریں جس کا مطالبہ یہ تجربہ کرتا ہے جس کے نتیجے یا انعام و تحسین کے طور پر وہ اپنے سہروں میں محبت دوستی کا منفرد مقام حاصل کر سکتے ہیں ۔ اس کے حصول کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ ممکن نہیں ۔ اس کے بعد وہ خود اور ان کے ممالک ہدایت و امامت اور بنی نوع انسان کی اس قیادت کے درجہ تک پہنچ سکتے ہیں جسے وہ اب تک خواب میں بھی نہیں دیکھ سکے ۔

حقیقتاً مغربی تہذیب تباہی اور زوال و انحطاط کے کنارے کھڑی ہے نہ تو وہ اب زندہ رہ سکتی ہے اور نہ ہی محض اپنی ذاتی قوت اور زندگی و بقاء کے لئے صرف اپنی ذاتی طاقت و قابلیت کے بل بوتے پر اپنا سفر جاری رکھ سکتی ہے ۔ بلکہ بدقسمتی سے وہ ایسی تہذیب ہی نہیں جو اس میدان میں اس مقام پر فائز ہو اور تہذیبی خلاء پُر کر سکے ۔

آج تمام معاصر تہذیبیں اور موجودہ قیادتیں دو قسموں سے خالی نہیں یا تو وہ مغربی تہذیب کی اندھی اور گونگی صورتیں ہیں اور یا پھر اس قدر کمزور ، نحیف و نزار ، بیمار و مریض اور شکست خوردہ و ناکام ہیں کہ ان حکومتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں یا ان کے شانہ بہ شانہ کھڑی نہیں ہو سکتیں ۔ جب یہ اسلامی سلطنتیں اور عالم اسلام اس خلا کو پُر کرنے کے لئے عام طور پر کھڑا ہو جائے جو اس (مغربی) تہذیب کے خاتمہ اور قیادت کے پردہ سے ہٹ جانے پر پیدا ہوگا تو ان کے پاس ایک بار پھر انسانی مخلوق کی قیادت اور ہم عصر اقوام کی رہنمائی کا منصب لوٹ آئے گا ۔ یہ وہ منصب ہے جو صرف اور صرف اس بالغ ، مضبوط اور غیور قوم کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ جو بقاء ، استقامت ، پیش قدمی اور ارتقاء کی تمام صلاحیتیں رکھتی ہو ۔ "یہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عادت مبارک ہے اور تو اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں پائے گا ۔"

پس قائدین کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کے لئے کیا چیز زیادہ موزوں اور نمایاں شان ہو ۔ مغرب کے ذلیل و گھٹیا لوگوں سے وابستگی اور ان کی چوکھٹ پر دریوزہ گروں کی طرح جبیں سائی یا انسانیت کی راہنمائی اور اقوام و ملل کی ہدایت کاری جو نبوت کے بعد سب سے بڑی بزرگی ہے ۔ یہ وہ بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ منصب ہے جس کے سامنے دوسرے تیسرے سبھی القاب و خطابات ، امتیازات و اعلانات ، بلند مناصب ، آرام دہ اور نرم و گداز زندگی اور مادی و جنسی کشمکشیں ہیچ ہیں ۔ یہ وہ متاعِ گراں مایہ ہے کہ جس کا خریدار سو بار اپنی جانی قربانی پیش کر کے بھی خسارے میں نہیں ۔

تو پھر کیا اس عظیم اسلامی دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا اسلامی ملک ہے جو اس ضخیم و وزنی ، نازک اور فضیلت والے کام کے لئے کمر بستہ ہو ۔ اس لئے کہ عہدِ حاضر میں وسعت و گہرائی اور جامعیت نتائج و عواقب ، برکات و فیوض ، طوفانوں کا رُخ بدلنے ، نقطہ ہائے نظر درست کرنے اور تہذیب و تمدن کی اصلاح و درستی میں اس کے مقابلے کا اور کوئی کام نہیں ۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس کے سامنے مغربی بیداری انقلابِ فرانس ، اشترکیت اور مارکسزم تعریف و توصیف تو درکنار وہ قابلِ ذکر بھی نہیں ۔

یہ پرانے انقلابات اس عظیم کام جرأت و فہم ، سحر طرازی اور اثر اندازی کے سامنے ایسے ہیں جیسے بچوں کا مذاق اور کھیل تماشہ اور بوانوں کی کود پھلانگ ۔ یہ تجربہ کرنے والی سلطنتوں کو بالخصوص اور ساری دنیا کو بالعموم غور و فکر اور کارکردگی کے لئے ایک نیا ، اچھوتا اور کشادہ میدان فراہم کرے گا ۔ اور امن و سلامتی کی طرف ایک پُر امن سیدھا راستہ سمجھائے گا ۔ صرف وہی اقوام و ملل اس کام کی اہل و مستحق اور اس میں کامیاب ہو سکتی ہیں ۔ جو ملت ابراہیمی کے زمرہ میں شامل اور تکمیل دین ختم نبوت کی باعزت بشارت سے سرفراز ہیں ۔ قرآن کریم ان راہنما اور قائدین کو ان پُر عظمت الفاظ میں باآواز بلند پکار رہا ہے ۔

اللہ کے راستے میں کما حقہ جہاد کرو اس نے تمہیں چُن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں ڈالی اس سے تمہارے جدِ امجد اور مورثِ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سادہ ملت مراد ہے ۔ اس نے پہلے ہی سے تمہیں مسلمان کے لقب سے نوازا جس میں موجودہ اُمت بھی شامل ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری گواہی دیں اور تم لوگوں کی گواہی دو ۔

پس نماز قائم کرو ۔ زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ ۔ وہی تمہارا آقا ہے ۔ سو وہ کیا ہی بھلا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے ۔

(بشکریہ الرائد (عربی) لکھنؤ انڈیا)

بقیہ : مجلس ذکر

کی کبھی پرواہ نہیں کی ، بیٹھ ہی نہیں سکتے ، رکوع کر ہی نہیں سکتے ۔

دعا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں روح اور جسم دونوں کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین !

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کا کیمبل پور میں درس قرآن

منعقدہ ۲۷ اگست ۱۹۶۷ء

مرتبہ
محمد عثمان غنی بی اے

(سورۂ یونس آیت ۴ تا ۶)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا ط وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ط اِنَّہٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَہُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ ○ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ط مَا خَلَقَ اللّٰہُ ذٰلِکَ اِلَّا بِالْحَقِّ ج یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ○
صدق اللہ العظیم۔

میرے بزرگو! میرے بھائیو! اور میری بہنو! گذشتہ درس میں سورۃ یونس کی ابتدائی تین آیتوں کی تلاوت کی گئی تھی۔ ان آیتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کی اس دعوت کا ذکر تھا جو دعوت سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم لے کر دنیا میں تشریف لائے۔

سورت فاتحہ میں میں عرض کر چکا ہوں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ رب العالمین کا یقین، ربوبیت پر اعتمادِ کامل۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اللہ کی صفتِ رحمانیت اور رحیمیت پر پورا ایمان۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ رب العالمین مالک ہے بدلے کے دن کا۔ سورت فاتحہ میں اللہ تعالےٰ نے یوم الدین پر ایمان لانے کا حکم دیا اور بعد میں تاکید فرمائی کہ تم اللہ تعالےٰ کو مالکِ یوم الدین بھی یقین کے ساتھ سمجھو۔

سورت بقرہ میں دیکھئے اللہ تعالےٰ نے وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ○ فرمایا۔ اسی طرح آل عمران میں اور جتنی سورتیں پہلے گذر چکی ہیں۔ ہر سورت میں اللہ تعالےٰ نے قیامت کا بیان فرمایا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی امت کو قیامت کا مسئلہ سمجھایا۔ اگر ایک آدمی کو قیامت پر یقین ہو جائے، مرنے کے بعد دوسری زندگی پر یقین ہو جائے تو میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس کے سامنے ہزارہا قانون، ہزار ضوابط، ہزارہا انعامات اور اکرامات کچھ کام بھی نہیں کر سکتے جتنا کام وہ عقیدہ کرتا ہے یعنی قیامت کے دن پر یقین رکھنا بڑا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ اسی لئے ہر نبی علیہ السلام نے توحید کے ساتھ ساتھ اپنی امت کو قیامت سے ڈرایا اور یہ بتایا کہ ایک دن آنے والا ہے جس دن تم سب کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔

دیکھ لیجئے، حضرت نوح علیہ السلام اپنی امتِ دعوت کو اور اپنی قوم کو کس طرح ڈراتے ہیں اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ (نوح ۱) اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ۔ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (نوح ۱) عذاب الیم آنے سے پہلے۔ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو، اپنی قوم کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرایا اور ان کو بتایا کہ تمہاری اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ہے جس زندگی کو اللہ تعالےٰ یوم الدین کے ساتھ تعبیر فرماتے ہیں۔ اگر اس کی تم بہتری چاہتے ہو جو ابدالآباد تک آنے والی زندگی ہے تو پھر اس کے لئے اس دنیا میں تم اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں رنگو، اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کرو۔

میرے بزرگو! میرے بھائیو! دیکھ لیجئے جن لوگوں کو قیامت پر یقین ہے ان کے اعمال اور جن لوگوں کو قیامت پر یقین نہیں ہے اُن کے اعمال میں کتنا فرق ہے۔ آج جس طرح دنیا میں فساد اور بربریت کا دَور دَورہ ہے، خون بہایا جا رہا ہے۔ انسان انسانیت کے لئے سردردی کا باعث بنا ہوا ہے۔ حالانکہ انسان عربی لفظ ہے۔ عربی زبان میں انسان کو انسان کیوں کہتے ہیں؟

مَا سُمِّیَ الْاِنْسَانُ اِلَّا لِاُنْسِہٖ
وَمَا الْقَلْبُ اِلَّا اَنَّہٗ یَتَقَلَّبُ

عربی کا شاعر کہتا ہے کہ انسان کو انسان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں انس اور محبت کا مادہ ہے۔ یہ وحشت کو پسند نہیں کرتا بلکہ محبت کو پسند کرتا ہے۔ ع

وَمَا الْقَلْبُ اِلَّا اَنَّہٗ یَتَقَلَّبُ

اور دل کو دل اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ڈولتا رہتا ہے کبھی ایک بات کو پسند کرتا ہے کبھی دوسری بات کو پسند کرتا ہے۔ تو لفظِ انسان میں اُنس کا مادہ موجود ہے لیکن آج آپ دیکھ لیں انسانوں میں اُنس ہے یا وحشت ہے؟ آج انسان انسانیت کے لئے بدنامی کا باعث ہے۔ اگر آج دنیا میں دوسری مخلوقات کو اللہ تعالیٰ زبان دے دے، دوسری مخلوقات کو اللہ تعالےٰ اقتدار دے دے تو دنیا کے بڑے بڑے انسان مجرموں کی طرح اُن کے سامنے پیش ہوں، اور وہ ان سے پوچھیں کہ تم ہمیں حیوان کہتے ہو حالانکہ تم خود حیوان ہو؟ ہم میں وہ حیوانیت کے اعمال ہیں یا تم میں ہیں؟ نام تو ہمارا حیوان ہے لیکن اعمال تمہارے ہم سے بدتر ہیں۔ قرآن مجید نے اسی کو فرمایا۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف ۱۷۹) آج کی انسانیت جس بے دردی کے ساتھ انسانوں کے ہاتھوں سے ذبح

ہو رہی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ قیامت پر یقین باقی نہیں رہا۔ نہ ہماری انفرادی زندگی میں ایمان اور اعمالِ صالحہ کا ظہور ہے۔ اور نہ ہماری اجتماعی زندگی میں ہے۔ کوئی اللہ کے نیک بندے اگر ہیں تو وہ خوش بخت اور سعید ہیں کہ ان میں اللہ تعالےٰ نے دین کو پیدا کیا۔ وہ بھی قیامت پر یقین رکھنے کی وجہ سے دین دار ہوئے۔ اگر قیامت پر یقین نہ ہو میرے بزرگو! تو کوئی طاقت انسان کو دیندار اور متقی نہیں بنا سکتی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضؓ کے متعلق نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَشَدُّهُمْ فِي اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ۔ حضرت عمر فاروقؓ بڑے جابر، اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والے اور منوانے والے بہت بڑے بہادر انسان تھے۔ ایک بدّو حاضرِ خدمت ہوا۔ اس نے عربی میں کہا (بعض علماء نے اس کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ میں آپ کو اس کا ترجمہ سناتا ہوں اور قیامت پر یقین کا نتیجہ عرض کرتا ہوں)۔ اس بدّو نے کہا کہ "اے عمرؓ! میری بیٹیاں نوجوان ہیں اور ان کے بدن کو ڈھانپنے کے لئے ان کے پاس کوئی کپڑا نہیں ہے"۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "تو پھر میں کیا کروں؟" وہ عرض کرتا ہے کہ آپ مجھے کپڑا دیں تاکہ میں ان کے بدن کو ڈھانپوں"۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اگر میں نے تجھے کپڑا نہ دیا تو پھر کیا ہوگا؟" وہ عرض کرتا ہے "پھر ایک دن آئے گا جس دن اللہ تعالےٰ کے سامنے تجھے اور مجھے دونوں کو پیش ہونا ہوگا"۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ "پھر کیا ہوگا؟" وہ کہتا ہے کہ "پھر یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ تجھ سے پوچھیں گے کہ میرا ایک بندہ تیرے دروازے پر آیا وہ چاہتا تھا کہ تو اس کی بچیوں کو کپڑا دے تاکہ وہ اپنے بدن کو ڈھانپیں۔ لیکن تو نے طاقت کے باوجود اس کو نہ دیا"۔ عمرؓ فرماتے ہیں۔ "پھر کیا ہوگا؟" تو وہ کہتا ہے "پھر یہ ہوگا کہ تیرے متعلق اللہ تعالےٰ فیصلہ کریں گے۔ اِمَّا اِلَی النَّارِ وَ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ ط یا تجھے جہنم کی طرف بھیج دیں گے یا جنت میں بھیج دیں گے"۔ یعنی وہ بدّو، گاؤں کا، دیہاتی مسلمان آزادی رائے کے ساتھ، دنیا کے بڑے انسان عمر ابن الخطّاب کے سامنے قیامت کے تصور کو جب پیش کرتا ہے تو حالانکہ میں ہے اُسی کے ساتھ عمر فاروقؓ پر سکتہ طاری ہوا۔ آپؓ رونے لگے اور اسی وقت اپنا کرتہ اتار کر دے دیا۔ کہ جا کر اپنی بیٹی کو پہنا دے، مجھے ڈر لگتا ہے کہ تھوڑی دیر بھی اگر تیرے آرڈر کی تعمیل کرنے میں لگ جائے، ہو سکتا ہے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے۔

آج ہماری سوسائٹیوں، ہمارے اعمال میں، ہماری زندگی میں، یہ جو بے راہروی ہے اس لئے ہے کہ قیامت پر یقین باقی نہیں رہا۔ قیامت کا مسئلہ، مرنے کے بعد کی زندگی کا مسئلہ تو مسلمان نے اپنے کورس سے خارج کر دیا ہے۔ قیامت آئے گی، مرنے کے بعد ایک زندگی ہوگی، ہے کسی کتاب میں؟ اگر ہے تو صرف تھوڑا سا مسئلہ ہے باقی جنت دوزخ اٹھا کر دیکھ لیں اسلامیات کی کتاب، کسی بھی کتاب کو آپ دیکھ لیں (پرانی کتابوں کو آپ چھوڑ دیں) یہ جو نئی کتابیں اپنے بچوں کو ہم پڑھاتے ہیں، ان میں دیکھ لیں کہیں قیامت کا ذکر ہے؟ قیامت کی علامات کا ذکر ہے؟ جنت کا ذکر ہے؟ دوزخ کا ذکر ہے؟ حوضِ کوثر کا ذکر ہے؟ کہیں ہے؟ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس سے تو پھر کہتے ہیں کہ دل خفا ہو جاتا ہے، دل نرم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ قیامت کا یقین سب سے بڑا بنیادی اور اساسی مسئلہ ہے کہ جس مسئلے پر چل کر انسان اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر قیامت پر یقین نہ ہو اور اس کے بعد والی زندگی پر یقین نہ ہو تو میرے بزرگو! نیکی کبھی نہیں آ سکتی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے ہر نبی نے جو داعی الی اللہ باذنہٖ ہوتے ہیں اور سچے داعی ہوتے ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی اپنی امت کو عذابِ الٰہی سے ڈرایا اور قیامت کا مسئلہ پیش فرمایا۔

بقیہ: قرآن کریم اور امن عالم

یقین اور اس پر عمل کرنا۔

۲۔ شہادتِ حق اور اس پر عمل۔

۳۔ عالمی معاملات میں انصاف اور اس پر غیر جانبدارانہ عمل کرنا۔

۴۔ عالمی معاملات اور انفرادی معاملات دینی مسئولیت اور خالقِ کائنات کے آگے اپنی جواب دہی کا احساس۔

۵۔ نسل جغرافی و طینت رنگ زبان کے تفوقوں کو مٹانا۔

۶۔ معاہدات کی پابندی پر عمل پیرا ہونا۔

۷۔ انسانی حقوق کو امانتِ الٰہی سمجھ کر اس کی ادائیگی بلا وکم وکاست پورا کرنا۔ کیا ان امور پر عمل کرنے کے بعد بھی کسی بدامنی کا اندیشہ باقی رہ سکتا ہے؟

آں کتاب زندہ قرآنِ حکیم!
حکمت او لایزال است و قدیم!
نسخۂ تکوین اسرار حیات!
بے ثبات از قوتش گیرد ثبات!
نوعِ انساں را پیام آخریں!!
حامل او رحمۃ اللعالمیں!!

بقیہ: سانحۂ ارتحال

حامل تھے اور دینی غیرت و حمیت تو گویا ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی —— اللہ مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے کہ ایسے لوگ اب خال خال ہی نظر آتے ہیں —— قارئین کرام سے ان کے حق میں ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کی درخواست ہے۔

پروگرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

۱۳؍اکتوبر بروز اتوار صبح آٹھ ایکسپریس سے روانگی برائے ملتان اور مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے جلسہ میں شرکت فرمائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)



جامعہ مدنیہ لاہور

بقلم الاستاذ العلام مولینا عبد المنان الدہلوی

جزاك ربك قد هيجت لي شجنا ‏ ‏ يا من يلام وفيمن يخجل القمرا

اے ملامت کر! خدا تجھے جزا دے۔ تو نے (مجھے) چاند کو شرما دینے والے محبوب (مولانا سید حامد میاں مدظلہ) کے بارے میں ملامت کر کے میرے (دیرینہ) غم کو ابھارا

باللذتي وقرار الروح مرتبط ‏ ‏ بمن يحب حبيبا فاجتني ثمرا

میری روح کا قرار و لذت ایسی ذات ستودہ صفات (یعنی حضرت مولانا حامد میاں) سے وابستہ ہے جس کا تعلق ایسے شیخ وقت (یعنی حضرت مدنیؒ) سے ہے جس کی صحبت سے وہ خوب بہرہ ور ہوا

بذكر حامدنا الميمون طائره ‏ ‏ بدء القصيدة من تشبيبها ندرا

خوش بخت (مولانا) حامد میاں کے ذکر سے قصیدے کا آغاز ہوا جس کی تشبیب ندرت لیے ہوئے ہے

سعى لخدمة دين الله منهمكا ‏ ‏ في رفعه لينال الأجر مدخرا

اللہ کے دین کی خدمت و سربلندی کے لیے انہماک کے ساتھ کوشاں ہیں تاکہ (اللہ تعالیٰ کے یہاں) ذخیرہ شدہ اجر پا سکیں

بنى وفقه الخيرات جامعة ‏ ‏ مدنية يا لها صيتا وقد نشرا

خدا نے انھیں توفیق دی۔ انھوں نے جامعہ مدنیہ بنایا اور علوم پھیلاتے۔ (اُن کا جامعہ مدنیہ) کیا ہی شہرت یافتہ مدرسہ ہے!

راقت بمنظرها فاقت بحكمتها ‏ ‏ على المدارس قد بينت مختصرا

(یہ جامعہ مدنیہ) اپنے فضائل میں خوش منظر ہے۔ اپنی حکمت و علم میں دیگر مدارس پر فوقیت رکھتا ہے۔ بس میں نے مختصر حال بتلا دیا

لله در ذوي فهم أساتذة ‏ ‏ حازوا الولاية والطاعات والغررا

کیا ہی عمدہ اور سمجھدار اساتذہ ہیں (جامعہ کے)۔ جنھوں نے ولایت اور اطاعت حق اور پُر نور چہرے پائے ہیں

رئيسها مستشار الأمر مؤتمنا ‏ ‏ مؤيدا من جناب القدس مؤتمرا

اس کے صدر مشوروں میں دیانتدار اطاعت گزار اور بارگاہِ قدسی سے مؤید تھے

أحمد علي من خيار الناس مرتبة ‏ ‏ ورفعة وذكاء عد معتبرا

(وہ حضرت مولانا) احمد علی تھے، جن کا مرتبہ لوگوں میں سب سے بہتر اور وہ بلندی فکر و ذکاوت میں معتبر و مسلم ہیں

وجدته كلفا بالبيت معتمرا ‏ ‏ وبالمطاف طوافا فاقبل الحجرا

میں نے انھیں بیت اللہ کی محبت میں بے چین اور عمرے کرنے والا پایا اور طواف کرنے میں انھیں مطاف سے محبت تھی، انھوں نے حجر اسود کے بارہا بوسے لیے

أمير قافلة تبقى مآثرها ‏ ‏ إلى القيامة إحصاء ومستطرا

وہ ایسے قافلہ کے سالار تھے جن کے فضائل قیامت تک شمار کیے جاتے رہیں گے اور لکھے جاتے رہیں گے۔

تحية كعداد الرمل نازلة ‏ ‏ عليه دائمة كالمسك طيب ثرى

ریت کے ذرات کی تعداد میں ان پر خداوند کریم رحمت نازل فرما دے جو مسلسل قائم رہے (اور) مشک جیسی عمدہ مٹی (انھیں نصیب ہو)

ها تحت إشرافه ترقى إلى فلك العلى وتعلو بما فيها وما ظهرا

دیکھو! ان کی سرپرستی میں (یہ جامعہ) فلکِ اعلیٰ تک ترقی کر رہا ہے اور ظاہری و باطنی بلندی حاصل کر رہا ہے۔

وبعده قام مهتما سلالته ‏ ‏ بالنظم مشتغلا بالرأي مختفرا

ان (حضرت شیخ التفسیرؒ) کے بعد ان کے صاحبزادے (حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ) (اپنی) رائے سے دین کی حمایت کرتے ہوئے اس (جامعہ) کے نظم و نسق میں اہتمام سے مشغول ہوئے

بصدق نيته والنصح زينته ‏ ‏ يعلم الغافل الآداب والسيرا

خلوص ان کی زینت ہے۔ وہ صدقِ دل سے غافل (مخلوق) کو آداب و سیرت کی تعلیم دیتے ہیں۔

محبة وخلوصا صاد أفئدة ‏ ‏ خذ من مقالته الأسرار والعبرا

اُن کی محبت و خلوص نے دلوں کو شکار کر لیا ہے۔ ان کی گفتگو سے اسرار و عبرت کے سبق حاصل کرو

حقا أقول عبيد الله منتخب ‏ ‏ بالحق ممتسكا بالصدق محتبرا

میں صحیح کہتا ہوں کہ (مولانا) عبید اللہ (انور مدظلہ) کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ دامن حق کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور سچائی کی چادر اوڑھ رکھی ہے

كما يليق بشان العبد وجهته ‏ ‏ إلى العبادة والأذكار مستترا

جیسے بندے کی شان کے لائق ہے، اُن کا رخ چھپ چھپ کر عبادت و اذکار کی طرف ہے

هداية الخلق والضلال بغيته ‏ ‏ يوما وليلا بهذا الفكر مفتكرا

مخلوق اور گمراہوں کی ہدایت ان کی چاہت ہے اسی فکر میں دن رات لگے ہوتے ہیں۔

جامعہ مدنیہ لاہور کا مختصر تعارف

(محمد سعید اسعد ہزاروی)

جامعہ مدنیہ لاہور ۱۳۷۳ھ میں معرض وجود میں آیا۔ ۱۳۸۲ھ سے پہلے مسلم مسجد میں دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ بعد میں کریم پارک منتقل ہوا۔ اس کی موجودہ عمارت (واقع کریم پارک) راوی روڈ ایک لاکھ کی لاگت سے شاندار اور خوبصورت حوض پر مشتمل ہے۔ تعمیری کام ابھی جاری ہے۔ اس سال تقریباً تین سو طلبہ جامعہ میں تعلیم پا رہے ہیں ان میں ایک سو بیس سے زائد طلبہ کے جملہ اخراجات کا جامعہ کفیل ہے۔ تیس طلبہ کرام دورہ حدیث شریف میں شریک ہیں۔ اس کی زمام اہتمام و انصرام حضرت مولانا السید حامد میاں مدظلہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے اصول و ضوابط حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہٗ نے ترتیب دیے ہیں۔ حضرت مولانا عبد المنان دہلوی کا قصیدہ آپ نے پڑھا۔ اب جامعہ کے متعلق چند دیگر حضرات کے فرمودات ملاحظہ فرمائیں:–

● جامعہ مدنیہ کے مہتمم مولانا حامد میاں کو میں اپنا چھوٹا بیٹا سمجھتا ہوں (حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ)۔

● آپ کے جامعہ مدنیہ کی عمارت تو بہت جلدی تیار ہو گئی۔ میری دانست میں کسی مدرسے کی اتنی بڑی عمارت اس قدر قلیل عرصہ میں تیار نہیں ہوئی۔ (حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ)۔

● اللہ کی شان ہے ایک سال قبل یہاں جب سنگ بنیاد رکھنے آیا تو ہر طرف جنگل ہی جنگل تھا مگر اب تو شاندار مسجد ہے شاندار کمرے ہیں۔ بنگالی طالب علم بھی آ گئے ہیں۔ برمی بھی آ گئے ہیں۔ بلوچستانی بھی رنگ برنگی ٹوپیاں پہنے بیٹھے ہیں۔ طلبہ نے جمعیۃ الطلبہ بھی بنالی۔ سب کہو سبحان اللہ! (حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی مدظلہ)۔

● دنیا کے خرخشوں سے پلٹ کر جب کبھی بھی اس مقدس مقام اور علم و عرفان کے معدن میں آتا ہوں تو طبیعت کو فرحت حاصل ہو جاتی ہے۔ گو میں نے یہاں (جامعہ مدنیہ میں) طالب علمی کا زمانہ نہیں گزارا مگر یہاں مجھے وہی ساعات و لمحات یاد آتے ہیں جو میں نے دار العلوم دیوبند میں گزارے ہیں۔ ہمارے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جامعہ مدنیہ سے خصوصی تعلق رہا۔ اللہ تعالیٰ اسے دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا الحاج عبید اللہ انور مدظلہ)

● حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور اس ادارے کے مہتمم حضرت مولانا حامد میاں صاحب کو دیکھ کر خوشی ہوئی کہ کم گو اور خوش خلق انسان ہیں۔ محلہ والے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ یہاں ایسے شاندار و مفید ادارہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے (حضرت مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری)۔

احقر
محمد سعید ہزاروی

نوٹ: قصیدہ بالا [illegible]



اطلاعات و اعلانات

...عادر آفتاد جنرل سیکرٹری ...پور و نائب صدر تنظیم اہلسنت پاکستان ...ہ کو اونچی مسجد بھاٹی گیٹ لاہور میں خطبہ جمعہ ...رمائیں گے۔

تصحیح

★ خدام الدین بابت ۲۷ر ستمبر صفحہ ۱۴ کالم ۱ سطر ۳۰ میں لفظ "اُمت" کی بجائے "قوم" پڑھا جائے۔

(قاضی محمد زاہد الحسینی)

★ خدام الدین ۱۳ر ستمبر صفحہ ۱۴ کالم ۲ سطر ۴۴ میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ .... میں اِلَّا رہ گیا ہے۔ قارئین کرام تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

گوجرانوالہ میں دار المبلغین ختم نبوت کا قیام

دار المبلغین ختم نبوت کا اجراء جمعہ ۲۵ر رجب سے دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ میں ہو رہا ہے جو ۶ ر شعبان تک جاری رہے گا۔ فاتح قادیاں حضرت مولانا محمد حیات صاحب درس دیں گے۔ علماء کرام، آئمہ مساجد، طلباء اور مدارس عربیہ، جدید تعلیمیافتہ حضرات کے لئے سنہری موقعہ ہے۔ کہ وہ فرق باطلہ کی تردید سے روشناس ہونے کے لئے شرکت فرمائیں اور مولانا موصوف کی پچاس سالہ ریاضت سے مستفیض ہوں۔ (ناظم دفتر تحفظ ختم نبوت ملتان)

جامعہ عربیہ قاسم العلوم (اہلسنت والجماعت) سارو کی ضلع گوجرانوالہ کے لئے امداد کی

اپیل

جامعہ عربیہ قاسم العلوم (رجسٹرڈ) سارو کی حضرت مولانا احمد علی کی یادگار اور حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور امیر انجمن خدام الدین لاہور کی سرپرستی میں علوم دینیہ اشاعت قرآن و سنت نبوی کی ترویج و اشاعت کے لئے عرصہ تین سال سے جاری ہے۔ اس میں بچوں کو اسلامی تعلیم سے آراستہ کرکے شرک و بدعت کا استیصال کیا جا رہا ہے۔ یہ علاقہ اسلامی تعلیمات سے ناآشنا اور نابلد ہے انہیں اسلامی تعلیم سے بہرہ ور کرنا بڑا ضروری اور باعث ثواب و صدقہ جاریہ ہے۔ اس کام کو اچھی بنیادوں پر چلانے کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ آج کل زکوٰۃ کی تقسیم کے مبارک دن ہیں۔ اس موقعہ پر میں مخیر حضرات کو اس ادارے میں حصول ثواب میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں مجھے امید ہے کہ اسلام پسند حضرات اپنی زکوٰۃ کا کچھ حصہ اس اسلامی درسگاہ میں بھیج کر ثواب دارین حاصل کریں۔ (حافظ محمد شفیع جالندھری ناظم جامعہ عربیہ قاسم العلوم سارو کی)

● تنظیم اہلسنت پاکستان لاہور شہر کے زیر اہتمام مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز سوموار بعد از نماز عشاء چوک اسلام پورہ کرشن نگر لاہور میں ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ ہوگا جس میں مولانا محمد ضیاء القاسمی ناظم اعلیٰ تنظیم اہلسنت پاکستان خطاب فرمائیں گے۔

(محمد ادریس شبل ناظم تنظیم کرشن نگر لاہور)

● جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور کا سالانہ جلسہ دستار بندی و تقسیم اسناد مورخہ ۱۸ر ۱۹ر اکتوبر ۶۸ء یوم جمعہ ہفتہ کو منعقد ہو رہا ہے جس میں حسب دستور سابق مذہب و ملت کے علماء کرام اپنے مواعظ حسنہ سے تشنگان علوم کو سیراب فرمائیں گے۔ (ناظم جامعہ اشرفیہ)

● مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودھا کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۹ر ۲۰ر ۲۱ر رجب المرجب مطابق ۱۲ر ۱۳ر ۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز ہفتہ، اتوار، پیر منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے علماء امت و مشائخ ملت اور شعراء حضرات شرکت فرما رہے ہیں۔

(ناظمان اجلاس مدرسہ ہذا)

● دار العلوم انجمن تعلیم القرآن رجسٹرڈ کوہاٹ شہر کا چھتیسواں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی بتاریخ ۲۶ر ۲۷ر اکتوبر مطابق ۳ر ۴ر شعبان ۸۸ھ بروز ہفتہ اتوار بمقام کمپنی باغ کوہاٹ منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے مشہور علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں۔ (حاجی محمد ابراہیم پراچہ)

● ۱۶ر اکتوبر بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد نور گلستان کالونی گرل چوک مارکیٹ دھرمپورہ لاہور میں عظیم الشان جلسہ سیرت النبی ہوگا جس میں حضرت مولانا الحاج محمد ضیاء القاسمی لائلپوری و دیگر علماء ربانی خطاب فرمائیں گے۔ (محمد ابراہیم ناظم جمعیۃ العلماء اسلام حلقہ دھرمپورہ)

جلسہ ملتوی

● مدرسہ دعوت الحق رجسٹرڈ ملتان کا سالانہ جلسہ جو ۲۰ر ۲۱ر ۲۲ر ستمبر کو ہونے والا تھا دفعہ ۱۴۴ کی وجہ سے ملتوی ہو گیا ہے۔ (مہتمم مدرسہ)

● نذیر احمد ولد ولی محمد لغاری بلوچ عمر تقریباً ۱۷ر سال رنگ گندمی ناک اور ہونٹ کے درمیان ایک کالا تل آنکھیں بھینگی۔ تعلیم سندھی چار جماعتیں پاس اور تقریباً ۱۱ پارے حفظ کر چکا ہے۔ سندھی اور اردو بول سکتا ہے۔ اگر کسی کو علم ہو یا وہ مدرسے میں تعلیم حاصل کر رہا ہو تو کرتا رہے۔ صرف مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر عند اللہ و عند الناس ماجور ہوں دیار محمد لغاری اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ باوانی شوگر ملز لمیٹڈ ٹنڈو محمد خان (حیدر آباد)

بچوں کا صفحہ

ایک کوڑھی، گنجے اور اندھے کی کہانی

ابوالریاض ماسٹر محمد امین بورسٹل جیل بہاولپور

حدیث شریف میں ایک کوڑھی، ایک گنجے اور ایک اندھے کی کہانی اس طرح آئی ہے کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ خداوند تعالےٰ نے ان کی آزمائش کے لئے ایک فرشتہ ان کے پاس بھیجا۔ پہلے وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا۔ اور پوچھا کہ تجھے کون سی چیز پسند ہے؟ کوڑھی نے کہا کہ میرا کوڑھ دُور ہو جائے، اور اچھی کھال مل جائے تو بہت اچھا ہے۔ کیونکہ اس طرح کوڑھ میں لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور وہ کوڑھی بالکل اچھا ہو گیا۔ پھر فرشتے نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس نے ایک گابھن اونٹنی کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ فرشتے کی دعا سے اسے گابھن اونٹنی بھی مل گئی۔ اسی طرح فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور اس کی پسندیدہ چیز پوچھی اس نے کہا میرے سر پر بال آ جائیں تاکہ لوگ مجھ سے نفرت نہ کریں۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ تو خوبصورت بال آ گئے پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے؟ گنجے نے کہا مجھے گابھن گائے پسند ہے۔ چنانچہ فرشتے نے دعا کی۔ اور اسے گابھن گائے مل گئی۔ آخر میں فرشتہ اندھے کے پاس آیا۔ اور اس سے بھی اس کی خواہش پوچھی۔ اندھے نے آنکھیں مل جانے کی تمنا کی۔ چنانچہ فرشتے نے اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ بینا ہو گیا اور اس نے مال میں سے ایک گابھن بکری کی خواہش کی تو وہ بھی اُسے مل گئی۔

چنانچہ تینوں جانوروں نے خوب بچے دئیے اور تینوں آدمیوں کے گھر اونٹ، گائے اور بکریوں سے بھر گئے۔ ایک روز وہی فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں تھکا ماندہ مسافر ہوں، میرا سامان بھی گم ہو گیا ہے۔ میرے گھر پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ آپ خدا کے نام پر مجھے ایک اونٹ دیں تاکہ میں آرام سے گھر پہنچ جاؤں۔

کوڑھی نے کہا جا دُور ہو میرے پاس گنجائش نہیں۔ فرشتے نے کہا تو وہی کوڑھی نہیں جسے خدا نے اچھی کھال دی۔ اور اتنا مال دیا۔ کوڑھی نے کہا۔ یہ مال تو مجھے وراثت میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا تو جھوٹا ہے۔ خدا تجھے ویسا ہی کر دے جیسے پہلے تھا۔ اس کے بعد وہی فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی اسی طرح سوال کیا کہ مسافر ہوں تھکا ماندہ ہوں۔ ایک گائے خدا کے نام دو۔ میں دودھ پی کر تازہ دم ہو جاؤں گا۔ اور اپنے گھر پہنچ کر بال بچوں کی پرورش کروں گا۔ مگر گنجے نے بھی کوڑھی کی طرح جواب دیا۔ فرشتے نے اسے بھی بد دعا دی اور غائب ہو گیا۔

آخر میں فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اسی طرح سوال کیا کہ مسافر ہوں، بے سرو سامان ہوں، تھکا ماندہ ہوں۔ سوائے خدا کے کوئی ذریعہ نہیں۔ خدا کے نام جس نے تمہیں اتنا دیا ہے ایک بکری دو تاکہ اس سے سفر میں آسانی ہو۔ اندھے نے کہا۔ بے شک میں اندھا تھا، خدا نے روشن آنکھیں دیں۔ غریب تھا، اتنا مال دیا — جتنا چاہے لے جاؤ۔ سب حاضر ہے۔

فرشتے نے کہا۔ تیرا مال تجھے مبارک۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ یہ تو تمہاری آزمائش تھی۔ وہ دونوں اس میں پورے نہیں اُترے۔ خدا ان دونوں سے ناراض ہوا اور وہ نعمت ان سے چھن جائے گی۔ اور آخرت میں بھی گھاٹا ہوگا۔ تم پر خدا راضی ہے۔ اس دنیا میں اور آخرت میں بھی خدا تم سے راضی ہوگا۔

بچو! ہر چیز خدا کی نعمت ہے مال، جسم، جان، صحت، والدین استاد سب نعمتیں خداوندی ہیں۔ اس لئے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ خدا کی نعمتوں کو کوئی گنا نہیں جا سکتا۔ قرآن میں آیا ہے — کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ہرگز نہیں گن سکتے۔

دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو نعمت پر شکر کرتا ہے اس کے لئے وہ نعمت اور بڑھا دی جاتی ہے جیسے اندھے کے لئے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ نعمت بھی اس سے چھن جاتی ہیں جیسے کوڑھی اور گنجے سے چھن گئی۔

بچو! خدا تعالےٰ مجھے اور آپ سب کو اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

صفیہ صدیقی وزیر آباد

★ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔
★ جس سے مشورہ کیا جائے۔ وہ امانت دار ہے یا کہ نہیں
★ بہترین توشہ پرہیزگاری ہے۔
★ مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے
★ غنی النفس آدمی ہی اصل غنی ہے۔
★ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔
★ اونچا ہاتھ (یعنی بخشش کرنے والا ہاتھ) نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔
★ دنیا مسلمان کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱-۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶/۲۹/۶۷ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	۱۱ روپے ۰۰
ششماہی	۶ روپے ۰۰
سہ ماہی	۳ روپے ۰۰
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۴۲ روپے ۰۰
بحری ڈاک	۱۱ روپے ۰۰
ہوائی ڈاک ششماہی	۲۱ روپے ۰۰
بحری	۶ روپے ۰۰
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۳ روپے ۰۰
بحری	۱۸ روپے ۰۰

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ مینجر ماہنامہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کرکے ڈاکخانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن مینجر)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا